The Center for Research Libraries scans to provide digital delivery of its holdings. In some cases problems with the quality of the original document or microfilm reproduction may result in a lower quality scan, but it will be legible. In some cases pages may be damaged or missing. Files include OCR (machine searchable text) when the quality of the scan and the language or format of the text allows.

If preferred, you may request a loan by contacting Center for Research Libraries through your Interlibrary Loan Office.

Rights and usage

Materials digitized by the Center for Research Libraries are intended for the personal educational and research use of students, scholars, and other researchers of the CRL member community. Copyrighted images and texts are not to be reproduced, displayed, distributed, broadcast, or downloaded for other purposes without the expressed, written permission of the Center for Research Libraries.

© Center for Research Libraries
Scan Date: July 18, 2007
Identifier: m-i-000036

Microfilmed from the original owned by

ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY
Aligarh

as part of the
Microfilming of Indian Publications Project

IMAMUDDIN

ALBAYAN FI HAQIQAT-I-MIRZA GHULAM AHMAD VA SAYYID AHMAD KHAN

RAWALPINDI, 1906

NBIL record number 54049

MICROFILMING OF INDIAN PUBLICATIONS PROJECT

Bibliographic Record Target

Im¯amudd¯in.
  Albay¯an fi .haq¯iqat-i-Mirz¯a _G_hul¯am A.hmad va Sayyid A.hmad _K_h¯an. Rawalpindi : Rozg¯ar, 1906.
  72 p. ; 18 cm.
  Critical account about Mirza _G_hul¯am Ahmad Qadyani & Syed Ahmad _K_han.

NBIL record number 54049
  Urdu -- History, biography and travel.

SOME PAGES
IN THE ORIGINAL BOOK
CONTAIN
MUTILATIONS AND OTHER
DEFECTS.

THESE ARE PART
OF THE BOOK FILMED

جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا

البیان

فی حقیقت

مرزا غلام احمد وسید احمد خان

مولفہ

مولوی امام الدین صاحب گجراتی

سنہ ۱۹۰۶ء

رفاہ عام پریس راولپنڈی میں چھپی

BEST COPY AVAILABLE

LYTTON LIBRARY

البیان
فی حقیقت
مرزا غلام احمدؒ و سیّد احمد خانؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذکر الحکیم نمبر ۴ اس وقت ہمارے سامنے موجود ہے۔ جس میں مرزا صاحب و ڈاکٹر صاحب دو بزرگوں کی باہمی خط و کتابت درج ہے۔ افسوس ہے کہ ہمیں اتنی فرصت نہیں ہے کہ اس خط و کتابت پر اپنے مُفصّل خیالات ظاہر کرسکیں۔ اس لئے ایک سرسری نظر ڈالی جاتی ہے۔ اُمید ہے کہ مرزا صاحب کے موافقین اور مخالفین مذکورہ بالا کتاب کے مطالعہ سے بہت کچھ عبرت حاصل کریں گے۔ اور اگر فریقین سے ہوسکے تو اس پر اپنی روشن اور زرین آرا، پبلک میں شائع کر اپنا فرض آدا کریں گے۔ وہ شخص بہت تنگ خیال گنا جاتا ہے جو صرف اپنے موافق تحریرں کو دیکھے مگر جو محقق ہے۔ وہ اپنے مخالف خیالات سے بھی بہت فوائد حاصل کرسکتا ہے اور اپنی کھوئی ہوئی چیز (حکمت) کو ہر ایک جگہ سے تلاش کرتا ہے۔

ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ ڈاکٹر صاحب موصوف ابھی لاہور میڈیکل کالج کی

MAULANA AZAD LIBRARY A.M.U
AM
22 2 55
UNI...CKS
59/61

اسسٹنٹ سرجن کلاس میں طالب علم ہی تھے۔ کہ اُن پر ایک طول طویل خوابوں کا دورہ شروع ہوگیا تھا۔ اور کبھی کبھی کوئی چھوٹا موٹا الہام ہوتا بھی نظر آتا تھا۔ جیساکہ مرزا صاحب کی مُریدی کے اُمیدواروں کا قاعدہ ٹھہر چکا ہے۔[1] اور بقول

الجنسُ یمیلُ اِلی الجنس

ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنی (طالب علمی) کے زمانہ میں ذکر الحکیم نمبر ا چھپوا کر مرزا صاحب کی خدمت میں پیش کی جس پر حضرت اقدس مسیح الزمان کی طرف سے اُن کو نہ صرف **اوّل المسلمین** کا پیارا خطاب ہی ملا بلکہ مُقرّبین خاص میں سرفرازی پائی۔ اِس کے بعد ڈاکٹر صاحب موصوف قرآن مجید کی کسی کسی صورت کی تفسیر بھی کرتے رہے۔ اور قرآن مجید کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔ اور اپنی عقل **روح افزا** اور فہم **ہوش ربا** کی یاری۔ اور دماغ کی سرسبزی کی مددگاری سے مرزا صاحب کو مسیح الزمان ظاہر کرتے رہے اور وہی مقدمہ پیش آیا۔ جس کو کسی محقق اہل اسلام نے بیان کیا ہے۔ "اوّل کورانہ تقلید میں پھنس جانا۔ اور اُسپر تقلیدی اجتہاد اور استدلال سے کام لینا اور دوسرے الفاظ میں جس کو بنائے فاسد علی الفاسد کہتے ہیں"[2] یعنے

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریا میرود دیوار کج

الغرض اِن لطیف استدلالوں اور حیرت انگیز اجتہادوں سے جب ڈاکٹر صاحب کو فراغت حاصل ہوئی۔ اور ۱۲ برس کی مُریدی کے بعد قرآن مجید کی آیات پر دوسرے پہلو سے تدبّر کیا۔ تو دفعتہً آپ کی آنکھ کھُلی اور کیا دیکھتے ہیں۔ کہ مسیح الزمان کی تیار کردہ جماعت اور قرآن مجید کی اصلی تعلیم میں بہت ہی

[1] اس مشن کا سارا دارومدار خوابوں اور الہاموں پر منحصر ہے۔
[2] الکلام مولانا شبلی صاحب۔

مغائرت اور منافرت پائی جاتی ہے۔

بیت

پس از صد سال ایں معنی محقق شد بخاقانی
کہ یورانی ست بادنجاں وبادنجاں ست یورانی

اور بجائے اس کے کہ اس جماعت کے افراد مرزا جی کو مسیح الزمان یا کرشن **جی مہاراج کی زندہ مورت**[1] تسلیم کرنے پر ہی قناعت اور اکتفا کرتے آپ کو خدا بنا دیا۔ اور اَنتَ مِنّی وَ اَنَا مِنکَ۔ یحمدک اللہ و یمشی الیک سچ مچ عمل کر رہے ہیں۔ تو ایسے خوفناک نتائج کا معائنہ کر کر ڈاکٹر صاحب کا دل بھر آیا۔ اور رہا نہ گیا۔ پس مسیح الزمان کی خدمت میں عرضی بھیجی جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ حد سے بڑھ کر رنگ آمیزی اور ستائش کا خاتمہ باخیر نہ ہوگا کیونکہ آپ کی جماعت صراط مستقیم سے بھٹک گئی ہے۔ اور اعتدال پسند طبائع نے الہ العالمین کو خیرباد کہکر آپ ہی کو حقیقی معبود و مطلوب یقین کرلیا ہے۔ یعنے جب تک خدا کے نام کے ساتھ آپ کا نام نہ لیا جاوے اُن کی اطمینان ہی نہیں ہوتی۔ آپ کی **مہا مورت[2] کی پوجا پاٹ** شروع ہوگئی ہے۔ اور یہ باتیں سراسر شرک ہیں۔ قولہ تعالیٰ۔

(۱) اِنَّ الشِّرکَ لَظُلمٌ عَظِیمٌ۔	بیشک خدا کا ساجھی جاننا بڑا بھاری گناہ ہے
(۲) اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغفِرُ اَن یُّشرَکَ بِہٖ وَ یَغفِرُ مَا دُونَ ذٰلِکَ لِمَن یَّشَآءُ۔	بیشک اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا اُس گناہ کو کہ اسکے ساتھ شرک کیا جاوے اور بخشتا ہے اسکے سوا تمام گناہوں کو جسکے لئے چاہتا ہے۔

اس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں۔ کہ مرزا جی اعلےٰ درجہ کے محتاط اور جزرس ہیں۔ مگر بباعث فارسی النسل ہونے کے مزاج میں تندی بہت ہے۔ اور جاہ و جلال میں جلدی ہی آجاتے ہیں۔ پس بجائے اس کے کہ اپنے اوّل المسلمین

[1] مرزا جی نے سیالکوٹ والے لیکچر میں اپنی ذات کو ایسا ہی ظاہر کیا ہے۔
[2] اس سے تصویر پرستی مراد ہے۔

اور مُقرب خاص کی پروٹسٹ اور اُس کی پیش کردہ آیات قرآنی پر تدبر کرتے اور اُن آیات کے کسی دوسری طرح پر معانی بتا کر بلطایف الحیل ڈاکٹر صاحب کی اطمینان و اشک شوئی کرتے۔ سرے سے اُن کو اپنے مشن سے ہی خارج کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مثل مشہور ہے۔ کہ بگڑے دوست سے زیادہ ہولناک کوئی دشمن نہیں۔ اور گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔ پس اکثر احباب کا خیال ہے۔ کہ اس موقع پر مرزا جی نے جلدی سے کام لیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بیت

ببازی نگفت ایں سخن بایزید
کہ از منکر ایمن ترم کز مُرید

چونکہ ڈاکٹر صاحب (جیسا کہ ذکر الحکیم نمبر ۴ سے صاف ظاہر ہے) راستی پر تھے۔ اور قرآن مجید کی آیات پر قربان ہو چکے تھے۔ اور پھر سچی اور بےغرضانہ نصائح کا یہ صلہ ملا۔ کہ احمدی جماعت سے ہی نکالے گئے۔ ناچار آپ نے اس خط و کتابت کو ٹریکٹ کی شکل میں پبلک کے سامنے رکھ دیا۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ مرزا جی کے لئے یہ ایک ابتلا ہے۔ مگر ہمارا خیال ہے۔ کہ یہ کوئی نرالا اور نیا ابتلا پیش نہیں آیا۔ بلکہ اس سے پہلے بھی کئی ایک ابتلا پیش آچکے ہیں۔ مگر مسیح الزمان کا استقلال مزاج ایسے واقعات سے مستغنی ہے۔

(۱) کیا عبداللہ آتھم عیسائی جب مرزا جی کی بددُعا سے اور مقرر شدہ میعاد پندرہ ماہ کے اندر نہ مر سکا۔ تو کس قدر دقتوں کا سامنا تھا۔ مگر کیسے عجیب و غریب لطائف الحیل سے عقلمند جماعت کے دلوں سے اس خیال کو دُور کیا۔ کہ عیسائی مذکور نے درپردہ رجوع بحق کر لیا ہوگا۔ حالانکہ عبداللہ آتھم نے مقرر کردہ ۱۵ ماہ کے بعد صاف صاف اپنے دو خطوں میں لکھدیا۔ کہ میں جب مناظرہ ہوا جیسا تب عیسائی تھا ویسا ہی اَب ہوں یہ خطوط بارہا اخباروں رسالوں۔ کتابوں میں چھپ چکے ہیں (دیکھو

راست بیانی بر شکست قادیانی۔ اخبار وفادار ضمیمہ شحنہ ہند ۱۹۰۱ء وغیرہ)

(۲) مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب جس نے سب سے اوّل مرزا جی کو اپنے چار زبردست آرٹیکلوں میں غوث اور قطب ثابت کر کر پھر جعلی مشن کی قلعی کھولی۔ اور مقدمات کر کر مہلک الہاموں اور خونی پیشگوئیوں کو ضبط سرکار کرا دیا تھا۔ تو اُس وقت کچھ کم ابتلا پیش آیا تھا مگر مرزا جی نے ہمت کو نہیں ہارا۔

(۳) پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑہ والے بزرگ کے مناظرہ میں جب باوجود متواتر طلب کرنے کے مرزا جی لاہور نہ آسکے۔ تو کیا کچھ شرمساری تھی۔ مگر پیر صاحب جب لاہور سے اپنے وطن کو چلے گئے۔ تو گالیوں کے اخباروں کے ساتھ ہی یہ بھی لکھنا شروع ہو گیا۔ کہ پیر صاحب ہمارے مقابلہ میں ہار گئے۔ حالانکہ دروغ گوئی کو اس کے گھر تک پہنچا کر واپس گئے۔

(۴) مولوی کرم الدین صاحب والے مقدمہ میں جو خدا جھوٹ نہ کرے کوڑیوں الہامات غت ربود گئے تھے۔ اور پھر نصیب اعدا ابتدائی عدالت سے مبلغ صد روپیہ جرمانہ کی سزا بھی مل چکی تھی۔ جس کی اپیل خدا خدا کر کے منظور ہوئی۔ مگر آپ نے کبر التحمل اور وقار سے کام لیا۔ **ع**

آرے حصولِ دوست چالاکی است و چستی

مرزا صاحب کے نرالے مشن کے جواب میں خاص مسلمانوں کی طرف سے دو سو کتابوں سے بھی زیادہ لکھی گئی ہیں۔ مگر چونکہ وہ کتابیں مرزائی مشن کے مخالفین کی طرف سے لکھی گئی ہیں۔ اِس لئے اُن کو اس وقت خدا کے حفظ و امان میں چھوڑ کر۔ چند ایک خاص کتابوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جو مسیح الزماں کے خاص الخاص مُریدوں کی قلموں کے نتائج ہیں۔

اوّل:۔ اشاعت السنہ مولوی محمد حسین صاحب۔ مگر چونکہ اِس رسالہ کا انداز درست نہیں ہے۔ اِس لئے ہم پبلک کو اس کے مطالعہ کی زیادہ تحریک

نہیں کرسکتے ۔

دوئم ۔ عصائے موسےٰ جو ایک مبسوط اور مشرح کتاب ۔۔ ۶ صفحہ کلان کی ہے ۔ جس کو جناب منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ نے لکھا ۔ اس کتاب کی بڑی اشاعت ہوئی ۔ چونکہ منشی صاحب موصوف کو بھی الہام کا دعوےٰ ہے ۔ اس لئے برخلاف مرزا صاحب اُنہوں نے بڑی تہذیب ۔ متانت اور شائستگی سے اس کتاب کو لکھا ہے ۔

سوئم ۔ حقیقت المہدی ۔ جسکو منشی عبدالعزیز صاحب نمبردار بٹالہ نے لکھا ۔ یہ شخص مرزا صاحب کے تیسرے خلیفہ تھے ۔ اور ایک طرح سے پرائیویٹ سیکرٹری ۔ جب منشی صاحب قادیانی جماعت سے نکالے گئے ۔ تو اخبار الحکم نے یہ لکھا ۔ کہ اس شخص میں شیطانی رگ ہے ۔ منشی صاحب نے جو اس کا جواب دیا ۔ اسکو ناظرین کی دلچسپی کے لئے درج کیا جاتا ہے [1] ۔ کیونکہ یہ خط حقیقت المہدی میں نہیں ہے ۔

چہارم ۔ قطع الوتین باظہار کید المفترین ۔ جس کو حافظ محمد یوسف صاحب مُرید خاص مرزا صاحب نے خاص فرمائش سے شائع کرایا تھا ۔

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار ۔ اسلام علیکم ۔ الحکم کے ایڈیٹر نے آپ کے ریمارک حقیقت المہدی پر ناراض ہو کر بہت زہر اگلا ہے ۔ اور آپ سے بعض باتوں کے مطالبہ کے لئے زور دیا ہے ۔ چونکہ اِن میں ایسی باتیں بھی ہیں جن کا جواب مَیں اپنے ذمہ سمجھتا ہوں ۔ اس لئے اِن کو قلم بند کر کے ارسال خدمت کرتا ہوں ۔ اوّل اپنے راسخ الاعتقاد رہ چکنے کی نسبت جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں ۔ اس لئے میں اُمید نہیں کرتا ۔ کہ آپکے پرچہ میں جگہ ہو ۔ اسکا مُفصل بیان رسالہ الہلال میں ہو گا ۔ اس جگہ صرف اتنا بتا دینا کافی ہو گا ۔ کہ مرزا صاحب نے کمال محبت کے باعث مجھے اپنے گھر میں وہ جگہ دی تھی ۔ جس میں نواب محمد علی خان صاحب مالیرکوٹلہ ۔ اُترا کرتے تھے ۔ اور وہ مکان کی دیوار ملا ہے ۔ اور اس دیوار میں ایک دریچہ ہے ۔ جس سے مرزا صاحب کی بیوی صاحبہ جو میری

(پنجم) ضمیمہ شحنۂ ہند جس کی تین ضخیم جلدیں ہیں ۔ جن میں ایسے ایسے لطیف مضامین ہیں ۔ کہ اس مشن کی تمام لگی لپٹی کو طشت ازبام کر دیا گیا ہے ۔ ہم بڑے دعوے سے کہتے ہیں ۔ کہ جو شخص ایک دفعہ ان جلدوں میں سے گذر جاوے ممکن نہیں ہے ۔ کہ وہ مرزائی رہ جاوے ۔ ہاں البتہ ہٹ دھرمی ۔ اور جہالت جن لوگوں پر سوار ہے اُن کی علیحدہ بات ہے ۔

(۶) منارۃ المسیح مولفہ شیخ چراغ الدین صاحب مرحوم جمونی ۔ جوہری

بقیہ خط ۔ بیوی سے کمال محبت رکھتی تھیں ۔ ہر روز اس مکان میں آکر رات تک بیٹھا کرتی تھیں ۔ یہاں تک کہ جب ہم بٹالہ میں تھے ۔ تو بیوی صاحبہ دو دفعہ وہاں بھی تشریف لائیں ۔ اس کا مرزا صاحب اور اُن کے مُریدوں کو بخوبی علم ہے ۔ اس کی تصدیق ایڈیٹر الحکم سے بھی کر لیجئے ۔ اگر سچ کہنا گوارا ہو گا ۔ تو انکار نہ کرے گا ۔ اگر میرے راسخ الاعتقاد ہونے میں کسی قسم کی **شیطانی رگ** سے فرق آگیا ہوتا ۔ (اور اب گو وہ جانتا ہے ۔ کہ موجودہ خاص الخاص مُریدوں میں کس کس میں **شیطانی رگ** ہے ۔ جو ہمارے مُلک میں مشہور ہے ۔ لنگڑے یا کانے میں ایک رگ زیادہ ہوتی ہے [1]) تو مرزا صاحب جو مُلہم ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں ۔ اور اُن کی ہر ایک بات وحی تصوّر کی جاتی ہے ۔ خدا تعالےٰ اس امر کی ضروری اطلاع پاتے ۔ اور اپنے گھر والوں کو ہمارے ساتھ ایسا رابطہ نہ کرنے دیتے ۔

(اوّل)

(دوم) میرے راسخ الاعتقاد ہونے کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہے ۔ کہ مرزا صاحب کی بیوی صاحبہ جب تمام جوان عورتوں کو جن کی نسبت مرزا صاحب گورداسپور کے مُقدمہ میں حلفاً بیان کر چکے ہیں ۔ کہ وہ عمر رسیدہ عورتیں ہیں ۔ صبح کو ہوا خوری کیواسطے نکلتی تھیں ۔ تو اُن کی حفاظت کا کام میرے سپرد ہوتا تھا ۔ اور ایک دفعہ بھی ان عورتوں کے ریوڑ کی حفاظت کے لیئے کوئی دوسرا مُرید مقرر نہیں ہوا ۔ اس ریوڑ میں ایڈیٹر الحکم کی بیوی بھی شامل ہوتی تھی ۔ اَب ایڈیٹر صاحب اس کا جواب دیں کہ مجھ سے بڑھ کر

[1] یہاں پر منشی صاحب تیسری صفت چھوڑ گئے ہیں ۔ یعنی گنجا پن ۔

محققانہ انداز سے لکھی گئی ہے۔ پس جو شخص احقاقِ حق۔ اور ابطالِ باطل کا طالب ہے۔ اُس پر بالخصوص اِن کتابوں کا مطالعہ فرض عین ہے۔ کیونکہ اِن کتابوں نے حضرت اقدس کے مُقدس مشن پر بہت روشنی ڈالی ہے۔

مگر یہ ٹریکٹ بھی جس پر ہم ریمارک کریں گے۔ اپنی حیثیت میں ایک بہت عمدہ رسالہ ہے۔ جو افشاء راز کے سربستہ قفل کے لئے ایک کلید کا حکم رکھتا ہے۔

کون راسخ الاعتقاد سمجھا جاتا تھا۔

(سوم) مرزا صاحب کی بیوی صاحبہ عشاء کو بھی کبھی کبھی اپنی ہمجولنوں کے ساتھ باغ میں جایا کرتی تھیں۔ اور اُن میں ایڈیٹر کی بیوی بھی شامل ہوتی تھی۔ ایسے پرخطر وقت میں جبکہ عورتیں زیورات سے لدی ہوئی تھیں۔ ان کی حفاظت کا کام میرے ہی سپرد ہوتا تھا۔ اِن سب باتوں کا علم ایڈیٹر الحکم کو بھی ہے۔ اگر اُس کے دل میں خدا تعالیٰ کا ذرا بھی خوف ہوگا۔ تو جھوٹ نہ بولے گا۔ ورنہ پھر جناب مرزا صاحب خدا اُن کی عمر دراز کرے موجود ہیں۔

(چہارم) میں اُن کے ۳۱۳ اصحاب کبار سے ہوں۔ جن کی نسبت مرزا صاحب کا خیال ہے۔ کہ اُن کا وہی مرتبہ ہے جو جنگ بدر والوں کا تھا۔ اِن ۳۱۳ کی فہرست مرزا صاحب کی کتاب ضمیمہ انجام آتھم میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ اور پھر میرے نام کو چند اوروں کے ساتھ اور بھی خصوصیت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس فہرست میں میرا نام درج کرنے کے وقت مرزا صاحب نے ایڈیٹر کو کوئی اطلاع نہ دی۔ کہ مجھ میں کوئی **شیطانی رگ** باقی ہے۔

(پنجم) مرزا صاحب کی بیوی کو میری بیوی کے ساتھ یہ محبت تھی۔ کہ اُنہوں نے اپنی چھوٹی لڑکی کو میری بیوی کا بیٹا قرار دیا۔ اور میرے بیٹے کو اپنا بیٹا بنایا۔ اس پر اُنہوں نے بھی خوشی کا اظہار کیا۔ اور ہم نے زردے اور پلاؤ کی دیگیں پکائیں۔ اور تمام مریدان قادیان کو عام دعوت دی۔ ایڈیٹر الحکم نے بھی پلاؤ گوشت سے خوب پیٹ ٹھونسا۔ اور اُسے ذرا خیال نہ آیا۔ کہ مجھ میں کوئی **شیطان رگ** باقی ہے۔

مسیح الزمان و مہدی دوران یا کرشن جی مہاراج کی زندہ مورت نے (کیونکہ سیالکوٹ والے لیکچر میں آپ نے اپنے تئیں اِس لفظ کا مصداق ہونے پر بہت زور دیا ہے۔ کہ میں کرشن جی مہاراج کا اوتار ہوں۔ جس پر مریدانِ باصفا نے اخبار الحکم والبدر و ریویو آف ریلیجن میں بہت سے حاشیے بھی چڑھائے ہیں) ڈاکٹر صاحب کی مدلل اور زوردار تحریر سے تنگ آکر الحکم اخبار میں ایک نوٹس دیا ہے۔ جس کو زمیندار اخبار نے بھی نقل کیا ہے۔ اِس اشتہار میں

(ششم) جب مرزا صاحب پر ہنری کلارک صاحب نے مقدمہ دائر کیا۔ اور ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے بٹالہ میں قیام کیا۔ اور مرزا صاحب نے سب مُریدوں کو تار دیا۔ اور سب نے بٹالہ آکر کئی روز ڈیرا کیا۔ اُس وقت بندہ ہی نے سب کی مہمان نوازی کا ذمہ اُٹھایا۔ اور ہر طرح کے اخراجات گوارا کئے۔ اس کے علاوہ ہمیشہ مرزا صاحب کے مُریدوں کے لئے میرا گھر ہوٹل رہا۔ جو چاہتا۔ قادیان جاتے اور آتے وقت یہیں اُترتا۔ خواجہ کمال الدین اور منشی محمد صادق اور کئی معزز مریدوں کی بیویاں رات کو میرے ہی گھر میں آرام کرتی تھیں۔ اُس وقت ایڈیٹر صاحب نے کسی اپنے پیر بھائی کو اطلاع نہ دی۔ کہ مجھ میں **شیطانی رگ** باقی ہے۔

(ہفتم) مرزا صاحب نے مجھے سرکاری طور پر اپنا مختار بھی کر دیا تھا۔ اگر اُن کو مجھ پر کوئی شک وشبہ ہوتا۔ تو یہ ذمہ واری کا کام میرے سپرد کیوں کیا جاتا۔ اِس جگہ یہ منظور نہیں ہے۔ کہ میں اپنی خدمت گزاریاں جتلاؤں۔ خدائے علیم بذات الصدور خوب جانتا ہے۔ اس قدر بیان کرنا صرف ایڈیٹر الحکم کے خام خیال کے مٹانے کو ضروری تھا۔ کاش وہ مضمون لکھتے وقت جناب مرزا صاحب کا مشورہ لیتے اور معقول بحث کی طرف توجہ فرماتے۔ گیند کے پھاڑنے سے پیتھڑے ہی نکلیں گے۔ آئندہ احتیاط کام میں لائیں۔ اور حسب شرائط حقیقت المہدی کا جواب لکھ کر دو صد روپیہ پائیں۔ اب رہا باغ کا معاملہ سو اُس کا علم ایڈیٹر صاحب کو بخوبی حاصل ہے۔ خود مرزا صاحب نے اپنے خسر اور بیوی صاحبہ کے کہنے سے باغ کا اہتمام میرے ذمہ ڈالا۔

مرزا جی ہائے وائے کی آہیں نکالتے۔ اپنا سر دُھنتے اور واویلا مچاتے ہیں کہ ڈاکٹر نے مجھ کو حرام خور۔ بندۂ نفس۔ شکم پرور۔ لوگوں کا مال فریب کھانیوالا دغاباز۔ مکار۔ فریبی۔ جھوٹ بولنے والا۔ دشمن اسلام۔ اُس کیڑے سے بھی بدتر جو نجاست سے پیدا ہوتا اور نجاست میں ہی مرجاتا ہے وغیرہ الفاظ سے یاد کیا ہے۔ (دیکھو رسالہ تجلی صفحہ ۲۱ جلد ۱ جون ۱۹۰۶ء) اس شکایت

اور یہ ضرورت اُن کو اس واسطے پڑی۔ کہ آپ کی بیوی صاحبہ کو عورتوں کے ہمراہ باغ میں جانے اور دل بہلانے کا شوق ہے۔ اور جب وہ باغ میں جاتی تھیں تو ٹھیکہ دار باغ اُن کو باغ کے اندر نہ آنے دیتے تھے۔ کیونکہ وہ خود درختوں سے پھل پھول توڑنا چاہتی تھیں۔ اس لئے اُنہوں نے اپنے فائدہ کے لئے باغ میرے سپرد کیا۔ اور جب تک باغ میرے پاس رہا۔ مرزا صاحب کی بیوی صاحبہ تمام عورتوں کو ہمراہ لاتی رہیں۔ اور اپنے ہاتھوں سے پھل پھول توڑتی رہی ہیں بلکہ آتے وقت ہر ایک عورت جھولیاں بھر کر خادموں کے لئے بھی لے جاتی رہیں۔ ایڈیٹر الحکم کی بیوی نے بھی اُن کے آگے کئی دفعہ میوہ جات نذر رکھے ہوں گے۔ ایڈیٹر صاحب کو یہ بھی معلوم ہے۔ کہ میں نے محض مرزا صاحب کی بیوی کی خاطر غیروں کے پاس باغ فروخت نہیں کیا۔ تاکہ اُن کو اور اُن کی ہمجولیوں کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ علاوہ اس کے پھل کے دنوں میں آموں کے ٹوکروں کے ٹوکرے مُریدوں کے لئے بھی آتے رہے۔ اور سب سے زیادہ لالچی آموں کے ایڈیٹر صاحب ہی تھے۔ اصحاب کی مرزا صاحب بھی تصدیق کر سکتے ہیں۔ اور اگر اُن کو سچ بولنا پسند ہو۔ تو خود بھی اقرار کر سکتے ہیں۔ میں نے مرزا صاحب کے باغ پر صدہا روپے لگا کر برباد کر دیئے۔ اور اپنی نمبرداری اور زمینداری کا ذرا بھی خیال نہ کیا۔ کیا ایڈیٹر صاحب کو اس قدر واقعات کے بعد بھی خیال نہ آیا۔ کہ میں قادیاں میں فائدہ پہونچانے کو گیا تھا۔ یا فائدہ اُٹھانے کو؟ اب رہا مرزا صاحب کی صحبت سے فائدہ اُٹھانا۔ یا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا۔ سو مرزا صاحب کی صحبت سے تو مجھے معلوم ہو گیا۔ کہ اُن کے عقاید مخالف

اس کو اپنی جماعت سے خارج کرتا ہوں۔ لہ
منشی الٰہی بخش صاحب موصوف نے عصا موسےٰ لکھتے وقت مرزا صاحب کی تصانیف میں سے اُن سب دُرفشانیوں۔ اور گُل ریزیوں کو منتخب کر کے ایک ردیف وار ڈکشنری کی شکل میں دکھایا ہے۔ جو کتاب مذکور کے صفحہ ۱۴۸ سے شروع ہوتی ہیں۔ یہ سب دشنام وہ ہے۔ جو حضرت اقدس مسیح الزمان وقتاً فوقتاً اولیاء عظام۔ صوفیاء کرام اور علماء اسلام۔ انبیاء علیہم السلام

اسلام ہیں۔ اور اُن کا دعوےٰ پیغمبری کا ہے۔ اور اپنے منکروں کو کافر جانتے ہیں کیا یہ میرے لئے کافی نہیں؟ رہی نماز۔ سو خدا کے فضل سے کبھی ضائع نہیں ہوئی ہاں مرزا صاحب محقق علمائے اسلام کی سب و شتم تحریر کرتے وقت بہتر بہتر نمازیں جمع کر کے ضائع کر دیتے ہیں۔ بلکہ حج جو عین فرض ہے۔ ضروری نہیں سمجھتے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ شیخ رحمت اللہ صاحب اور مولوی نورالدین جیسے لوگوں کو مطلقاً منع کرا دیا ہے۔ شیخ صاحب کی طرف دیکھئے ولائت کو کس طرح بھاگتے اور حج سے کس طرح ڈرتے ہیں۔ زکوٰۃ کبھی مرزا صاحب نے دی ہی نہیں۔ حالانکہ گھر میں ہزارہا روپے کا زیور موجود ہے۔ اور روزے تو جان بوجھکر اپنے مُریدوں سے چھڑا دیتے ہیں۔ اگر کسی نے ذرا سا عذر کر دیا۔ کہ مجھے فلاں تکلیف ہے۔ تو روزوں کی معافی ہے۔ علاوہ اس کے آپ نے کبھی امامت نہیں کرائی۔ جماعت کے ساتھ میں نماز پڑھنا بڑا ثواب سمجھتا ہوں۔ لیکن اس خیال میں ہمیشہ مکروہ خیال کرتا ہوں۔ کہ مولوی نورالدین صاحب اور مولوی محمد احسن امروہی جیسے فاضلوں کو امامت کے لئے اجازت نہ دی جاوے۔ اور ایک ناقص الاعضا شخص کو امام بنایا جاوے۔ جس کے پیچھے نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے۔

لہ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ میں ماہوار چندہ دیتا رہا ہوں۔ چونکہ مولوی حکیم نورالدین صاحب نے ڈاکٹر صاحب کی تفسیر وغیرہ کتابیں واپس کر دی ہیں۔ اس لئے مرزا صاحب کو بھی لازم ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا روپیہ جو وصول کرتے رہے ہیں۔ واپس کر دیں۔ ورنہ وہی مثال صادق آوے گی۔ گڑ کھاؤں۔ گلگلوں سے پرہیز۔ منہ۔

اور بالخصوص حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے شان میں کرتے رہتے ہیں منشی صاحب موصوف جب ڈکشنری مذکور کے کام سے فارغ ہوئے ۔ تو اپنے دل میں سوچا کہ جس شخص نے ایسے ایسے پاک اور مقدس لوگوں کے شان میں مُغلظ گالیاں دی ہیں ۔ اور لُطف یہ ہے ۔ کہ ناحق بے موجب ۔ تو ایسے شخص کا کیا حشر ہوگا پس لکھتے ہیں ۔ کہ مَیں ابھی اسی سوچ میں تھا ۔ کہ مجھکو الہام ہوئے

(۱) فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ ۔	(مرزا) کُفر کی حالت میں مریگا ۔
(۲) ثُمَّ رُدَّتْ اِلَيهِ لِعَانُهٗ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِين ۔	اُس کی لعنتیں (جو لوگوں پر کرتا ہے) اُسی کی طرف لوٹائی گئیں ۔ اور بہشت نیکو کاروں کے قریب کی گئی ۔

اِس موقع پر اِس امر کا جتا دینا بھی ضروری ہے ۔ کہ عاجز راقم کا ایمان اُس پاک وحی پر ہے ۔ جو بین الدفتین ہے ۔ اور جس میں اِس موقعہ کے شاہد حال بفصل الذیل دو آیتیں درج کی جاتی ہیں ۔

(۱) فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ اَجْرَمُوْا وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِين سورۃ ۱۱ دیں آیت نمبر ۲۶ ۔	پس گناہگاروں (پاک لوگوں کو ناحق گالیاں دینے والوں) سے ہم نے بدلہ لیا ۔ اور ہم پر ایمان والوں کی مدد کرنا فرض ہے ۔
(۲) وَلَنُذِيقَنَّهُم مِنَ الْعَذَاب	بے شک ہم اُن کو دُنیا میں بھی عذاب

پھر بھی میں دیکھا دیکھی اُن پیچھے نماز پڑھتا رہا ۔ اَب ایڈیٹر الحکم بتائیں کہ کتنی نمازیں بغیر ایسے امام کے پیچھے نہیں پڑھیں ۔

میرا اعتقاد وہی ہے جو مرزا صاحب کی بعیت میں داخل ہونے سے پہلے تھا ۔ میں خود پنج بنا اسلام پر قایم ہوں ۔ اور جو شخص ان پر قایم ہے ۔ وہ میرے نزدیک مسلمان ہے ۔ میں حدیث کا منکر نہیں ۔ البتہ صرف ایسی حدیثوں کا منکر ہوں ۔ جن کے معنی مرزا صاحب من گھڑت کرکے ایزا دیر لگاتے ہیں ۔ تم کلامہٗ

الادنیٰ دون العذاب الاکبر لعلھم یرجعون ۔ سورۃ السجدہ آیت نمبر ۲۱	چکھادیں گے اُس بڑے عذاب کے علاوہ تاکہ وہ رجوع بحق کرلیں ۔

اور قرآنی وحی کے سوا اور کسی کا الہام (جو بعد نزول قرآن مجید ہوا) تو ہم پر کسی قسم کی سند ہوسکتا ہے ۔ نہ حُجّت ۔ بلکہ ایک قسم کی خبر سے زیادہ وقعت نہیں رکھ سکتا ۔ جس میں صدق اور کذب کا احتمال یا ظن پایا جاتا ہے چہ جائیکہ اِن لوگوں کی اِس زمانہ میں وہی حالت ہو ۔ جِن کا قرآن مجید نے یوں خاکہ کھینچا ہے ۔

ان یتبعون الا الظنّ وان الظنّ لا یغنی من الحق شیئًا ۔	وہ صرف اپنے (وہم و) خیال کی پیروی کرتے ہیں ۔ اور بے شک (وہم و) خیال حق کی جگہ کچھ (بھی) کام نہیں دیسکتا ۔

لیکن عام طور پر اگر دیکھا جائے ۔ تو منشی الٰہی بخش صاحب کے مذکورہ بالا دونوں اِلہامات ایسے ہیں جو ہر ایک حیثیت سے ٹھیک معلوم ہوتے ہیں ۔ کیونکہ پہلا اِلہام تو قرآن مجید کی ایک آیت کا ٹکڑا ہے ۔ جو لا محالہ پورا ہوئے بنا نہیں رہ سکتا ۔ لیکن دوسرا اِلہام تو توقع سے بھی بڑھ کر پورا ہوا ۔ غور کیا جاوے ۔ کہ وہ لوگ جو مرزائی مشن کی ناک تھے ۔ اوّل المسلمین تھے ۔ اور مسیح الزمان کے نفس ناطقہ سے بھی بڑھ کر[1] آج انہیں کی مونہ زوری سے مرزا صاحب نالاں ہیں ۔ اور پبلک کے سامنے بذریعہ اشتہار دادخواہ ہیں ۔ کہ خانصاحب (ڈاکٹر) نے مجھے ایسا کہا ۔ اور ویسا کہا ۔ پھر کیونکر نہ مانا جاوے ۔ کہ ثُمَّ رُدَّتْ اِلَیهِ لِعَانُهٗ کا مطلب اور مُدّعا پورا ہوا ۔

[1] مرزا صاحب باوجود بڑے بڑے دعوؤں اور بہت سی صلاحوں کے قرآن مجید کی کوئی تفسیر نہ لکھ سکے ۔ حالانکہ کُل سامان موجود تھے ۔ مگر ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب نے بعض سورتوں کی نرالی رنگ میں تفسیر لکھی ہے ۔ اور تعجب یہ ہے کہ جِس جِس مقام میں کسی کے فرشتہ خان کو بھی نہ سوجھی ہوگی ۔ وہاں سے بھی موعود مسیح کو ڈھونڈ نکالا ہے ۔ منہٗ

بیت

کیا لطف کہ غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

کیا اب بھی کسی کو شک رہا ہے۔ کہ اُس مُنتقم حقیقی نے جس نے حَقٌّ عَلَیۡنَا نصرالمومنین کا وعدہ کیا ہے۔ اُن پاک لوگوں کا پورا بدلہ مرزا جی سے نہیں لیا۔ مرزا جی۔ سر سید رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت بُرے الفاظ نکالتے ہیں۔ مگر چونکہ اُن تک نہیں پہونچ سکتے۔ اسلئے بذریعہ مرزا صاحب کے مُقربین کی زبانوں کے وہ امانت مرزا صاحب کو واپس مل جاتی ہے۔ اور کیسی سچی ہے۔ یہ مثال مَنۡ حَفَرَ بِئۡرًا لِاَخِیۡهِ فَقَدۡ وَقَعَ فِیۡهِ۔ یعنے جس شخص نے اپنے بھائی کے لئے گڑھا کھودا۔ وہ آپ ہی اُس میں گرا۔

بیت

دگر رہ چہ حاجت کہ گوید کست
ہمیں شرمساری عقوبت بست

مگر بایں ہمہ بھی کیا مجال ہے کہ ناک پر مکھی بیٹھ جائے۔ مرزا صاحب کی عادت اور جبلت ہے۔ کہ شب یز قلم کو کاغذ کے میدان میں جولانی دیتے ہوئے یہانتک از خود رفتہ ہو جاتے ہیں۔ کہ صرف اپنے حریف مخالف کو ہی پاؤں تلے رونڈ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بلکہ اس منتقم حقیقی سے نڈر ہو کر ناکردہ گناہ مرحوموں پر بھی بے تحاشا کو دپڑتے ہیں۔ چنانچہ اسی کتاب میں اپنے مُرید مُخلص سے یوں خطاب کرتے ہیں۔

"اگر ایک شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا منکر ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ پر ایمان رکھتا ہے۔ وہ نجات یافتہ ہے۔ یہ عقیدہ ایک سخت گمراہ سید احمد کا تھا۔ جس کا آخری مقولہ یہ تھا۔ کہ اگر عیسٰے کو کوئی خدا بھی کہے۔ تب بھی کوئی ہرج نہیں۔ اور نبیوں کی دعوت فضول ہے"

ہم نے سید مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی بہت دفعہ سیر کی ہے۔ مگر مرزا صاحب کی کوٹ کردہ عبارت کہیں دیکھنے میں نہیں آئی۔ مرزا صاحب کو لازم تھا۔ کہ سید مرحوم کی جس کتاب میں یہ عبارت لکھی ہے۔ اُس کے صفحہ اور سطر کا حوالہ دیتے۔ پس یہ دعوےٰ بلا دلیل ہے۔ اور آپ نے اس واسطے ایسا لکھا ہے کہ آپکے دوسرے مُرید بھی آپ سے بددل نہ ہو جائیں۔ ہم کئی ایک دفعہ لکھ چکے ہیں کہ ایک ایسا شخص جو اِسلام اور اِسلام کی پاک محبت اپنے ساتھ لے کر آیا اور جس نے مجسم ہمدردی کا بے مثل نمونہ بن کر بیسیوں برس قوم کی اصلاح کی۔ اپنا مال و دولت اور جان تک قوم پر تصدق کر دیا۔ اور آخرالامر اُ درج مطہرات سا عالی شان مضمون لکھتے لکھتے۔ اِسلام کی خدمت میں اُسکا خاتمہ بالخیر ہوا۔ ایسے شخص کو گمراہ کہنا کسی نیک آدمی کا کام نہیں۔ سر سید مرحوم نے مذہبی تحقیقات کرنے میں قرآن مجید کو ہر وقت اور ہر آن اپنی شہادت میں پیش کیا ہے۔ وہ قرآن مجید کو بلفظ وحی من اللہ یقین کرتا تھا۔ اُس کا ایمان تھا۔

ع

خدا دارم دلے بریاں ز عشقِ مصطفےٰ دارم

ایسے راست باز فدائی اِسلام پر مرزا صاحب کا نیز زنہ حملوں سے کام لینا اُن کے زعم میں شائد یہ معنے رکھتا ہو۔ کہ سر سید احمد علیہ الرحمتہ سے لوگ بدظن ہو جاویں اور اُن کا نام صفحہ ہستی سے مٹ جاوے۔ وغیرہ مگر۔ این خیال است و محال است و جنون۔ مرزا جی یاد رکھیں کہ جس شخص کا نام اپنی عفت حمیت اِسلامی۔ قومی ہمدردی کی بدولت آفتاب عالمتاب کی طرح روشن ہو چکا ہے۔ وہ ایسے کمینے اور بزدلانہ حملوں سے کب مٹ سکتا ہے۔ پس سورج پر خاک دہول ڈالنے سے سوا اس کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ کہ اولٹا خاک دھول اُڑانے والے شخص کا چہرہ گردآلود ہو دگر ہیچ۔

بیت

چراغے را کہ ایزد برفروزد
کسے کو تف زند ریشش بسوزد

اے مرزا صاحب! قرآن مجید کی آیات توڑ کر تحریف لفظی آپ نے کی۔ اَنْتَ بِمَنْزِلَةِ وَلَدِی وَاَوْلَادِی آپ بنے حالانکہ پاک ذات خدا بے ضد و ند لم یلد ولم یولد ہے۔

خدا کے پاک بندوں کے شان میں آپ نے سب وشتم کی حالانکہ اُس مالک حقیقی کی پاک کتاب میں صاف صاف لکھا ہے۔ قولہٗ تعالےٰ۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ الآیۃ۔

اور مت گالی دو اُن لوگوں کو جو پکارتے ہیں (اور کسی کو) اللہ کے سوا۔ پھر اللہ کو گالی دیں گے۔ بے سمجھے۔

دُنیا کا مال و دولت سادہ دلوں سے بلطایف الحیل آپ اُڑا ئیں۔ حالانکہ سرسید کے پاس بوقت وفات اِس قدر بھی نہ بچا تھا۔ کہ کفن ہی اُن کو اُس اندوختہ سے نصیب ہوتا۔

سرکاری عدالتوں میں بحیثیت ملزم بذریعہ وارنٹ آپ بلائے گئے بے شمار الہامات آپ کے اکارت گئے۔ خونی پیشگوئیاں لوگوں کے بارہ میں آپ نے کیں۔ جن کو خداوند تعالےٰ نے دُنیا کے سامنے پورا نہ کیا۔ اور وہ آخر کار رفوچکر ہو کر ضبط سرکار ہو ہیں بہر گرا ہی الہام اور دل پر لگائیں۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیا معاذ اللہ خدا کے ہاں ایسی سکھا شاہی ہے؟ ہرگز نہیں۔

پھر مرزا صاحب ایک دوسرے خط میں ڈاکٹر صاحب کو یوں خطاب کرتے ہیں۔

"اور آپ کا یہ کہنا کہ فطرتی ایمان کافی ہے۔ نشانوں کی ضرورت نہیں۔ آپ کو یاد رہے۔ کہ فطرتی ایمان لعنتی ہے۔ جب تک اُس کو نشانوں سے قوت نہ ملے"

ایک مشہور پنجابی مثل ہے۔ نوہ دامان ٹٹے بھادیں پتر مرے (بھوکا

نانہ ٹوٹے۔ خواہ بیٹا مرہی جاوے) اِس مقام پر مرزا جی نے ٹھیک ٹھیک اسی کہاوت کی پیروی کی ہے۔ ہائے بخض حسد خود غرضی لالچ اور جاہ طلبی تمہارا ستیاناس ہو عام لوگ تو بجائے خود تم پاک جماعت کے مُقدس پیشواؤں سے کیا کچھ ناکارے کام کراتے ہو۔ ورنہ محققین اِسلام جن کا قرآن مجید اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہے۔ وہ کبھی اور کسی حال میں بھی فطرتی دین یا دین اللہ کے شان میں ایسے ناشائستہ کلمات نہ سُن سکیں گے۔ مرزا صاحب نے فطرتی دین کو لعنتی دین گردانتے میں کسی عقلی و نقلی دلیل سے ہرگز کام نہیں لیا۔ اور نہ اُن سے ایسی توقع ہو سکتی ہے۔

فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَاءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ۔ سورہ نور آیت ۱۳۔

پس جب وہ اپنے دعوے پر دلائل نہیں لا سکے۔ تو خدا وتعالےٰ کے حضور میں وہی کاذب ہیں۔

برعکس اِس کے خداوند تعالےٰ نے فطرتی دین کو ہی دین اللہ اور مستحکم دین کہا ہے قولہ تعالےٰ۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا۔ فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا۔ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ سورۃ الروم آیت ۲۹۔

سیدھا کر اپنا مونہہ خالص دین (فطرہ) کے لئے۔ جو خاص خدا کا دین ہے جس پر لوگوں کو پیدا کیا۔ خدا کی پیدائش میں تبدیلی نہیں ہے۔ یہی دین مستحکم ہے۔ لیکن اکثر لوگ! نہیں جانتے۔

اِسی آیت کریمہ کی متابعت میں۔ ہر ایک رات دن کے مقررہ وقتوں میں جبکہ ہر ایک نیک مسلمان دنیا اور ما فیہا سے الگ ہو کر اُس مالک حقیقی کے حضور میں حاضر ہوتا ہے۔ تو سب سے اوّل جو پاک کلمات (خداوند تعالےٰ کے تعلیم کردہ) اُس کی زبان سے نکلتے ہیں حسب ذیل ہیں۔ قولہ تعالےٰ۔

اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ

تحقیق متوجہ کرتا ہوں میں اپنے وجود

السموات والارض حنیفًا۔ وَمَا انا من المشرکین۔

کو اُس پاک ذات خدا کی طرف جو اہل آسمان و اہل زمین کو پیدا کرتا ہے دراں حالیکہ ہر طرح سے میں اُسی کا ہوں۔ اور مَیں مشرکوں میں سے نہیں ہوں

اب غور کرو اے جماعۃ المسلمین۔ مرزا صاحب کے اس کلمہ پر۔ کہ دین اللہ کو لعنتی دین کے نام سے پکارنے سے ہی اپنے تقدس کا ثبوت دیتے ہیں۔ شرم۔ شرم۔ شرم۔

کَبُرَتْ کلمۃً تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبًا۔ سورہ کہف۔

بہت بُری بات ہے جو اُن کے مونہوں سے نکلتی ہے نہیں کہتے وہ مگر سراسر جھوٹ۔

ہمیں تو بہت ڈر لگتا ہے۔ کہ کہیں منشی الٰہی بخش صاحب والا الہام (قرآن عیسیٰ کی آئینہ) فَبُہِتَ وَھُوَ کافرٌ۔ مرزا صاحب کے حق میں ہی صادق نہ آئے ایک پنجابی مثل ہے۔ ؎

محرم مُجرم اِکّو صورت میں رونیاں ایسے ہووے
مت ہو نقطہ مُجرم والا سر محرم دے آوے

ہاں اس معاملہ کو اگر دوسرے پہلو سے سوچا جاوے تو بجا ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب بیچارے بھی بے اختیار ہیں۔ جس طرح پر مبداء فیاض نے ہر ایک آدمی کی فطرت بنائی ہے۔ اُس فطرت کے مطابق اُس شخص سے افعال و کردار ظہور میں آتے ہیں۔ قولہ تعالےٰ۔

قُلْ کُلٌّ یعمل علیٰ شاکلتہٖ فربکم اعلم بمن ھو اھدیٰ سبیلا سورہ بنی اسرائیل آیت ۸۶۔

اے پیغمبر کہدے کہ ہر ایک اپنی جبلّت کے مطابق کام کرتا ہے پھر تمہارا پروردگار جانتا ہے اُس شخص کو کہ بہت ٹھیک پانے والا ہے رستہ کو۔

مرزا صاحب اس دین اللہ کے ساتھ اپنی طرف سے ایک پخ لگاتے ہیں۔ یعنی جب تک اِس دین کے ساتھ **نشانات** (دُور از کار خلاف قانون قدرت) نہ ہوں۔ حالانکہ قرآن مجید ایسی پخ سے بری الذمہ ہے۔ اُس نے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ دین مستحکم (پاک اسلام) کا سارا دارومدار تبلیغ اور دعوت پر ہے۔ چنانچہ اِس مُقدّس مطلب کی بیشمار آیات قرآن مجید سے تصریح ہوتی ہے۔ جن میں سے چند ایک اس مقام پر نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) وقل للذین اُوتوا الکتاب والامیین ءَاسلمتم۔ فان اسلموا فقد اھتدوا وان تولوا فانما علیک البلاغ۔ سورہ آل عمران آیت ۱۹۔

اور کہدے اُن کو۔ جن کو کتاب دی گئی ہے اور اَن پڑھوں کو کیا تم اسلام لائے ہو۔ پھر اگر وہ اسلام لائے تو اُنہوں نے ہدایت پائی۔ اور اگر وہ پھر گئے۔ تو تجھ پر ہمارا پیغام پہونچا دینے کے سوا اور کچھ نہیں۔

(۲) واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واحذروا فان تولیتم فاعلموا انما علیٰ رسولنا البلاغ المبین سورہ مایدہ آیت ۹۳۔

اور اطاعت کرو اللہ کی یعنی اطاعت کرو رسول کی اور ڈرو۔ پھر اگر تم پھر گئے۔ تو جان لو۔ کہ ہمارے پیغمبر پر (احکام) پہونچا دینے کے سوا اور کچھ نہیں۔

(۳) ما علی الرسول الا البلاغ واللہ یعلم ما تبدون وما تکتمون۔ سورہ مایدہ آیت ۹۹۔

رسول پر بجز پیغام پہونچا دینے کے اور کچھ نہیں ہے۔ اور اللہ جانتا ہے۔ جو تم ظاہر کرتے اور چھپاتے ہو۔

(۴) واما نرینک بعض الذی

اور اگر ہم تجھکو دکھا دیں بعض (وہ)

نعدھم او نتوفینک فانما علیک البلاغ وعلینا الحساب
سورۃ رعد آیت ۴۰۔

چیزیں جن کا ہم اُن سے وعدہ کرتے ہیں۔ یا ہم تجھکو موت دیں بغیر اُن کے دکھائے۔ تو ہر حال میں بات صرف اتنی ہے کہ تجھ پر حکم پہونچا دینا ہے۔ اور ہم پر حساب لینا ہے۔

خداوند تعالےٰ۔ سورہ نحل کے شروع سے بہت آگے تک قوانین قدرت وفطرت کی آیات بیان فرما کر آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرماتے ہیں۔

(۵) فان تولوا فانما علیک البلاغ المبین۔ سورہ نحل آیت ۸۲

پھر اگر وہ پیٹھ پھیر لیں تو اس کے سوا کچھ نہیں کہ تجھ پر ہے پہونچا دینا (حکم کا) صاف صاف۔

(۶) قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فان تولوا فانما علیہ ما حمل وعلیکم ما حملتم وان تطیعوہ تھتدوا وما علی الرسول الا البلاغ المبین۔ سورہ نور آیت ۵۴۔

کہدے اے پیغمبر۔ اطاعت کرو اللہ کی یعنی اطاعت کرو اُس کے رسول کی۔ پھر اگر وہ پھر جائیں۔ تو سوا اس کے نہیں ہے۔ کہ وہ (رسول) اپنے بوجھ کا ذمہ دار ہے اور وہ اپنے بوجھوں کے ذمہ دار اور اگر وہ اس (رسول) کی اطاعت کرتے تو ہدایت پاتے اور ہمارے رسول پر احکام ظاہر کر کے پہونچا دینے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

مُشرکین۔ اور بُت پرست وغیرہ اقوام کو بہت سا وعظ و نصیحت کرنے کے بعد آخرالامر خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔

(۷) وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ - سورہ عنکبوت آیت ۱۸

اور اگر تم (رسول صلعم کی) تکذیب کرو۔ (تو کچھ مضایقہ نہیں) بیشک تم سے پہلے اُمتوں نے (بھی اپنے رسولوں کی) تکذیب کی تھی۔ اور رسول پر سوائے صاف طور پر پیغام پہونچا دینے کے کچھ نہیں ہے۔

(۸) فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ سورہ شوریٰ آیت ۴۸ -

پھر اگر وہ منہ پھیر دیں۔ تو ہم نے تجھکو اُن پر نگہبان کر کے نہیں بھیجا (بلکہ) تیرا ذمہ صرف ہمارے احکام کا پہونچا دینا ہے۔

(۹) وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ - سورہ تغابن آیت ۱۲ -

اور اطاعت کرو اللہ کی یعنی حکم رسول کی پھر اگر تم پھر جاؤ۔ تو سوائے اس کے نہیں۔ کہ ہمارے پیغمبر پر احکام کا پہونچا دینا ہے۔

جو کچھ اِن نو آیتوں میں اوپر بیان ہوا ہے۔ یہ ارشاد حق تعالیٰ کا صرف ہمارے ہادی سلام علیہ پر ہی نہیں ہے۔ بلکہ جس قدر انبیاء علیہم السلام قبل بعثت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اُن سب کا کام تبلیغ ہی تھا۔ اور ہر ایک پیغمبر نے اپنی قوم کو ایسا ہی کہا۔ اس قسم کی بے شمار آیات قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ اس موقعہ پر صرف ایک آیت پر بس کی جاتی ہے۔

فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ - جمیع انبیاء علیہم السلام پر سوائے احکام

پہونچا دینے کے اور کچھ نہیں - سورہ نحل آیت ۳۵ -

اِس سے بھی بڑھ کر اُس حکیم علے الاطلاق نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی ارشاد کر دیا - کہ اگر منکرین توحید باری تعالے و رسالت آنحضرت ان کرشمہ ہائے قدرت سے جو ہر آن اُن کے سامنے تجربہ اور مشاہدہ میں آ رہے ہیں - اور جن کو قرآن مجید شرح و بسط کے ساتھ بیان کرتا ہے (اس لئے کہ وہ ایک مفصل کتاب ہے) اعراض کر کے کسی خلاف قانون قدرت و فطرت نشان کے تجھ سے خواستگار رہوں - تو اُن کو صاف جواب دیدو - کہ ایسی دور از کار باتوں کی توقع نہ رکھیں - اس مضمون کی بیشمار آیات قرآن مجید میں موجود ہیں - مگر ہم صرف نمونہ کے طور پر چند ایک کفایت کرتے ہیں - قولہ تعالے -

(۱) وَاِذَا لم تاتہم بایۃ قالوا لولا اجتبیتہا - قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی - ہذا بصائر من ربکم و ہدی و رحمۃ لقوم یومنون - سورہ اعراف آیت ۲۰۳ -

اور جب تو اُن کے پاس کوئی نشانی نہیں لاتا تو کہتے ہیں - کہ کیوں نہیں تو اُسکو بنا لاتا - کہہ دے اے پیغمبر کہ اِسکے سوا کچھ نہیں - کہ میں تابعداری کرتا ہوں اُس کی جو وحی بھیجی گئی ہے میرے پاس میرے پروردگار سے یہ ہیں دلیلیں تمہارے پروردگار کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں -

(۲) فلعلک تارک بعض ما یوحی الیک و ضائق بہ صدرک ان یقولوا لولا انزل علیہ کنز او جاء معہ ملک - انما انت نذیر و اللہ علی کل

پھر شاید تو چھوڑ دینے والا ہے بعض کو جو وحی بھیجی جاتی ہے تیرے پاس - اور تنگ ہو جاتا ہے تیرا سینہ اُس سے کہ وہ کہتے ہیں - کیوں نہیں اُتارا گیا - اُس کے اوپر خزانہ یا آیا

شیء وکیل - سورہ ہود آیت نمبر ۱۵ -

اُس کے ساتھ فرشتہ - اس کے سوائے کچھ نہیں کہ تو ڈرانے والا ہے - اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے -

(۳) وقالوا لولا انزل علیہ ملک و لو انزلنا ملکا لقضی الامر ثم لا ینظرون - سورہ انعام آیت ۸ -

اور انہوں نے کہا - کہ اُس (پیغمبر) پر فرشتہ کیوں نہ اُتارا گیا - اور اگر ہم فرشتہ اُتارتے - تو بس اُن کا کام ہی تمام ہو جاتا ہے اور پھر ڈھیل نہ دیئے جاتے -

(۴) قل لا املک لنفسی نفعا و لا ضرا الا ما شاء اللہ و لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر و ما مسنی السوء ان انا الا نذیر و بشیر لقوم یومنون - سورہ اعراف آیت ۱۸۸ -

کہہ دے اے پیغمبر کہ مجھکو اپنے نفس کے لئے بھی نفع یا نقصان پہونچانے کی قدرت نہیں ہے بجز اس کے کہ خدا چاہے - اور اگر میں غیب کی بات جانتا ہوتا تو بہت سی بھلائیاں جمع کر لیتا - اور کبھی برائی مجھکو نہ چھوتی - میں کچھ نہیں ہوں بجز ڈرانے والے اور خوشخبری دینے والے کے اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لائے ہیں -

(۵) و ان کان کبر علیک اعراضہم فان استطعت ان تبتغی نفقا فی الارض او سلما فی السماء فتاتیہم بایۃ و لو شاء اللہ لجمعہم

اور اگر تجھ پر گراں گذرتا ہے اُن کا مونہہ پھیرنا - پھر اگر تو کر سکے (کہ) ڈھونڈ نکالے [illegible] زمین میں یا ایک سیڑھی [illegible] میں - پھر لے آوے اُن کے [illegible]

BEST COPY AVAILABLE

على الهدى ۔ فلا تكونن من الجاهلين۔ سورہ الانعام آیت نمبر ۳۵۔

کوئی نشانی (تو بھی وہ ایمان نہ لاوینگے) اور اگر خدا چاہے تو اُن سب کو ہدایت پر اکٹھا کرے ۔ پھر تو نادانوں سے ہرگز نہ ہو ۔

۵۵ وقالوا لن نؤمن لك حتى تفجر لنا من الارض ينبوعا ۔ او تكون لك جنة من نخيل وعنب فتفجر الانهار خلالها تفجيرا ۔ او تسقط السماء كما زعمت علينا كسفا ۔ او تاتي بالله والملائكة قبيلا ۔ او يكون لك بيت من زخرف او ترقى في السماء ولن نؤمن لرقيك حتى تنزل علينا كتابا نقرؤه قل سبحان ربي هل كنت الا بشرا رسولا ۔ سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۹۳-۹۲-۹۰

اور اُنہوں نے کہا ۔ ہرگز نہ مانیں گے تجھ کو جب تک تو پھاڑ کر نکالدے ہمارے لئے زمین سے ایک چشمہ یا تیرے لئے ایک کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو ۔ پھر تو پھاڑ کر نکالے اس کے بیچ میں نہریں ۔ اچھی طرح پھاڑ کر ۔ یا تو گرا دے آسمان کو جیسا کہ تو نے گمان کیا ہے (کہ خدا چاہے تو اُس کو گرا دے) ہم پر ٹکڑے ٹکڑے یا لے آوے تو اللہ کو اور بہشتوں کو آمنے سامنے یا تیرے لئے ایک سونہری گھر ہو یا تو آسمان پر چڑھ جاوے ۔

۵۵ ہرگز نہ مانینگے ہم تیرے آسمان پر چڑھ جانے کو بھی یہاں تک کہ اُتار لاوے تو ہم پر ایک کتاب کہ پڑھ لیں ہم اُس کو ۔ کہدے اے پیغمبر پاک ہے پروردگار میرا نہیں ہوں میں مگر ایک بھیجا ہوا یعنی رسول ۔

(۷) وَقَالُوا لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَیْهِ
آیَاتٌ مِنْ رَبِّهٖ - قُلْ اِنَّمَا
الآیات عند اللّٰہ و اِنَّمَا
انا نذیرٌ مُبین - اولم یکفہم انّا
انزلنا علیک الکتاب تتلیٰ
علیہم ان فی ذالک لرحمۃً
و ذکریٰ لقوم یومنون -
سورہ عنکبوت آیت ۴۹ و ۵۰ -

اور اُنہوں نے کہا - کہ کس لئے
اس پر کوئی نشانی اُس کے رب
کی طرف سے اُتاری نہیں گئی -
اے پیغمبر کہدے - کہ سوا اس کے
نہیں ہے کہ نشانات تو خدا کے
پاس ہیں - اور میں تو صرف ظاہرا
ڈرانے والا ہوں - اور کچھ نہیں ہوں
کیا اُن کو کافی نہیں کہ ہم نے تجھ پر
کتاب (قرآن مجید) اُتاری ہے
اور وہ اُن پر پڑہی جاتی ہے بیشک
اس میں رحمت اور ہدایت ہے ایمان
لانے والی قوم کے لئے -

ان آیات سے صاف عیاں ہے - کہ قرآن مجید نے تو ایسے نشانات مانگنے والوں کو جاہلوں کا خطاب دیا ہے - اور خداوند تعالےٰ نے آنحضرت صلعم علیہ کو ارشاد فرما دیا ہے - کہ قرآن مجید ہی کُل دُنیا کے لئے ہدایت کافی ہے - مگر مرزا صاحب نے اس چودھویں صدی اسلام میں لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی کو پس پشت پھینک کر اس بات کا دعوےٰ کیا ہے - اور بڑی چالاکی اور بہادری سے خود بذاتہٖ نشانات دکھلانے پر آمادہ ہوئے ہیں - بلکہ اپنی مسیحیت پر خلاف قانون قدرت و فطرۃ - نشانات کو دلیل گردانا ہے - یہ نشانات جس طرح پر تمام دُنیا کے سامنے پورے ہوئے - اور ہو رہے ہیں ہر ایک ہندو پنجاب کا اعلےٰ سے اونے تک خوب جانتا ہے - مگر جن عقل کے اندھوں نے ملکوت السموات والارض کی سیر کر رکھا ہے نہ صرف اس مشن کے بانی کی ضروریات کے لئے تصدیق و تمہید کر دیا ہے - بلکہ جن کو ہر بدنیتی تعلیم ملتی ہے

کہ دیکھنا کسی مخالف مرزائی کی کتاب نہ دیکھنا۔ کسی غیر مرزائی کے پیچھے نماز نہ پڑھنا۔ کسی مسلمان وفات یافتہ کے جنازہ میں شامل نہ ہونا۔ وہ ہماری اس تحریر کے دیکھنے والوں سے مستثنٰی ہیں۔ اگر اس مقام پر اُن سب خرق عادات اور معجزات قاہرہ کا جو مرزا صاحب سے وقتاً فوقتاً ظہور میں آئے ذکر کیا جاوے۔ تو مضمون طویل ہو جاوے گا۔ حالانکہ ہمیں اختصار مدنظر ہے۔ پس غیر قوموں کے مقابلہ میں جو لن ترانیاں ہوتی رہی ہیں۔ مثلاً

(۱) ڈاکٹر جگن ناتھ جموی کا اس شرط پر مرزا صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنا کہ آپ کسی مُردہ جانور کو زندہ کر دیں خشک لکڑی کو سبز یا اندھے مادرزاد کو بینا کر دیں تو سوا اس کے کہ مبلغ پانچ ہزار روپیہ ڈاکٹر صاحب مرزا جی کی نذر کریں گے۔ اُن کا مذہب بھی اختیار کر لیں گے۔ مگر مرزا صاحب نے ڈاکٹر صاحب کی بار بار کی درخواستوں کو جو غایت خلوص دلی سے تھیں۔ لطائف الحیل سے ٹال دیا۔ اور حکیم مولوی نورالدین صاحب کو ڈانٹ بتا ہی کہ تم کون ہو جو ہماری طرف سے اقرار نامہ دینے کے مجاز ہو۔ (دیکھو سرمور گزٹ ۲۹ فروری ۱۹۰۶ء جس میں یہ سب خط و کتابت درج ہے) یہ اخبار ریاست ناہن سے شائع ہوتا تھا۔ جس کے مالک قاضی سراج الدین احمد تھے۔

(۲) آریوں کے مقابلہ میں یہ کہنا کہ میرے گھر میں اس دفعہ بشیر پیدا ہوگا حالانکہ ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ جو بہت تھوڑی دیر زندہ رہ کر مر گئی۔

(۳) عبد اللہ آتھم عیسائی کی موت پندرہ ماہ کے اندر جس پر حد سے بڑھ کر زور دیا گیا۔ اور میعاد ختم ہونے سے پہلے پورے چھ ماہ قادیان میں نہائیت خلوص نیت کے ساتھ دعائے قنوت پڑھی جاتی رہی۔ اور جب پندرہ ماہ سے زیادہ میعاد گذر گئی۔ اور کسی شخص نے حکیم مولوی نورالدین صاحب سے دریافت کیا کہ اس پیش گوئی کو کس طرح تسلیم کیا جاوے؟ جس کے جواب میں مولوی صاحب موصوف نے یہ جواب دیا کہ پوری نہیں ہوئی۔ تو مولوی صاحب

کو دوبارہ سرزنش ہوئی۔

ایسے ہی عبد اللہ آتھم والے مباحثہ کے ایام میں عیسائی لوگ ایک دن ایک لنگڑے اور اندھے کو ساتھ لائے۔ کہ اگر آپ مسیح علیہ السلام کے قائم مقام ہونے کا دعوے کرتے ہیں۔ تو ان بیماروں کو اچھا کریں۔ مگر مرزا صاحب نے تنگ آکر کہا کہ تم ہی اچھا کرو۔ جو عیسائیت کا دعوے کرتے ہو۔ ہم سچ کہتے ہیں۔ کہ مرزا جی کی یہ سب ابلہ فریبیاں ہیں۔ ورنہ اگر آپ کوئی نشان دکھلانے کے قابل ہوتے۔ تو مولوی عبد الکریم صاحب آں جہانی سے کوئی زیادہ مستحق اور قابل رحم نہ تھا۔ جو مرزا صاحب کے ساتھ اخلاص رکھنے والا کیا۔ بلکہ اوّل درجہ کا فدائی تھا۔ پس اگر مرزا صاحب سے اوس کی تینوں بیماریاں اچھی نہ ہو سکتی تھیں۔ تو ان تینوں میں سے کوئی ایک یعنی لنگڑاہٹ یک چشمی۔ یا سر کی کھجلی کو ہی درست کر دیتے۔ مگر کچھ نہ کیا۔ بلکہ آخری مرض سرطان (کاربنکل) جو غالباً مرزا صاحب کے کشتہ خورانی کا نتیجہ تھا۔ اور تمام مشن صبح سے لے کر شام تک اور شام سے لے صبح تک اوس کے دفعیہ کے واسطے کوشش کرتے رہے۔ حتٰے کہ لاہور کا سوڈا واٹر اور برف اتنی دفعاں گئی کہ بہا دگراں ہوگیا۔ مگر کچھ پیش رفت نہ گئی۔ آخر الامر وہ راہی ملک بقا ہوا۔

پس ان سب مزخرفات کو بالحال خلاف مدعا میں داخل سمجھکر۔ ترک کیا جاتا مگر جن نشانات کو مرزا صاحب نے بطور تحدی مسلمانوں کے مقابلہ میں پیش کر کر منہ کی کھائی۔ اُن میں سے ہی صرف ایک نشان کا جس پر آپ کی نبوۃ یا مسیحیت کا دار و مدار تھا۔ اعادہ کیا جاتا ہے۔

اس قاتل الہام یا خونی پیشگوئی کا مرزا صاحب اپنی مصنفہ کتاب (شہادت القرآن صفحہ ۸۰ و ۸۱) میں یوں ذکر فرماتے ہیں؎

ناظرین جس عبارت پر خط کھینچا گیا ہے وہ مرزا صاحب کی ہے گو خط دار وحشی کی نہ ہو جو بند کو لکھا ہے سراج الدین

اور پھر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی نسبت پیشین گوئی۔ جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے جس کی موت کی میعاد آج کی تاریخ سے ۲۱ ستمبر ۱۸۹۳ء تک گیارہ ماہ باقی ہیں (حضرت! اب تو گیارہ ماہ چھوڑ ۱۴ برس بھی گذر چکے۔ جو انسان کی عمر کا ایک معقول حصّہ ہے۔ جس میں آدمی بڈھا ہو جاتا ہے۔ اور مُردوں سے باتیں کرنے لگتا ہے۔ اور احمد بیگ ہوشیاری کا داماد بمعہ اپنی زوجہ اور بال بچوں کے زندہ موجود ہے) یہ پیشگوئیاں جوانی طاقتوں سے بالاتر ہیں (بیشک یہی باعث ہے کہ خدا نے ایک بھی پوری نہیں کی) ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں۔ (آپ ہی خدا کے لئے انصاف کریں) کیونکہ احیاء و اماتت دونوں خدا تعالے کے اختیار میں ہیں (آمنّا و صدّقنا) اور جب تک کوئی شخص نہایت درجہ کا مقبول نہ ہو۔ خدا تعالے اُس کی خاطر سے اُس کے دشمن کو ہلاک نہیں کر سکتا۔ خصوصاً ایسے موقعہ پر کہ وہ شخص اپنے تئیں من جانب اللہ قرار دے۔ (آپ کے اس مقولے نے آپ کا من جانب اللہ ہونا روز روشن کی طرح بتا دیا ہے؟) اور اپنی اس کرامت کو اپنے صادق ہونے کی دلیل گروانے۔ (دسعتی۔ دگر رہ چہ حاجت کہ گوید کسے جبیں شرمساری عقوبت بس است) سو پیش گوئیاں کوئی معمولی بات نہیں ہیں۔ جو انسان کے اختیار میں ہوں (صحیح ہے) سو اگر کوئی طالب حق ہے۔ تو ان پیشگوئیوں کے وقتوں کا انتظار کرے۔ (بہت اچھا۔ مگر ۱۴ برس تو

کب کے گذر چکے)

پھر تھوڑی دور آگے چل کر یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

مسلمانوں کے لئے میرے صادق و کاذب کا معیار فقط یہی پیش گوئی ہے۔ اگر درست نہ آئے۔ تو میرے گلے میں رسا ڈالا جاوے۔ (گورنمنٹ انگلشیہ کے عہد معدلت مہد کے زیر سایہ رہ کر یہ بات کسی کے اختیار میں نہیں ہے) مجھے ذلیل اور خوار کیا جاوے۔ (کچھ حاجت نہیں) اور میری بات کا کبھی اعتبار نہ کیا جاوے (ہم آپکے مقرر کردہ معیار سے آگے نہیں بڑھیں گے)۔

پھر مرزا صاحب ۱۰۔ اگست ۱۹۰۱ء کو جب ایک جج کے مقدمہ میں (۱۲) پیشگوئی کے ۸ سال بعد عدالت گورداسپور میں طلب کئے گئے۔ اور آپ پر سوالات جرح ہوئے۔ تو اُن کے جواب میں حسب ذیل لکھوایا۔

احمد بیگ کی دختر کی نسبت جو پیش گوئی ہے۔ وہ اشتہار میں درج ہے۔ اور یہ ایک مشہور امر ہے۔ وہ مرزا امام الدین کی ہمشیرہ زادی ہے۔ جو خط بنام مرزا احمد بیگ کتاب فضل رحمانی میں ہے۔ وہ میرا ہے۔ اور سچ ہے وہ عورت میرے ساتھ بیاہی نہیں گئی۔ مگر میرے ساتھ اس کا بیاہ ضرور ہوگا۔ جیسا کہ پیش گوئی میں درج ہے۔ (اخبار الحکم ۱۰۔ اگست ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۴۔ کالم نمبر ۳)۔

مرزا صاحب نے مثل دیگر پیش گوئیوں کے۔ اس پیش گوئی کے لئے بھی زیادہ قلم و زبان کا زور لگایا۔ اور جان توڑ کوششیں کیں۔ اور اس لڑکی کے ولیوں کو دردناک خطوط لکھے۔ مگر بے سود اور لا حاصل۔ اگرچہ وہ خطوط کتاب فضل رحمانی

اور ضمیمہ شحنۂ ہند میں شائع ہو چکے ہیں۔ مگر ہم ناظرین کی سہولت کے لئے اُن خطوط کو اس مقام پر نقل کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اور وہ حسب ذیل ہیں۔

نقل اصل خطوط جو مرزا صاحب نے مرزا احمد بیگ اور دیگر رشتہ داروں کو بھیجے تھے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی

مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ قادیاں میں جب واقعہ ہائلہ محمود فرزند آں مکرم کی خبر سُنی تھی۔ تو بہت درد و رنج و غم ہوا تھا۔ لیکن بوجہ اس کے یہ عاجز بیمار تھا۔ اور خطوط نہیں لکھ سکتا تھا۔ اس لئے عزاپرسی سے مجبور رہا۔ صدمہ وفات فرزندان حقیقت میں ایک ایسا صدمہ ہے۔ کہ شاید اس کے برابر دُنیا میں اور کوئی صدمہ نہ ہوگا۔ خصوصاً بچوں کی ماؤں کے لئے تو سخت مصیبت ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو صبر بخشے۔ اور اُس کا بدل صاحب عُمر عطا فرماوے۔ اور عزیزی مرزا احمد بیگ کو عمر دراز بخشے۔ کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ کوئی بات اُس کے آگے انہونی نہیں۔ آپ کے دل میں گو اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو۔ لیکن خداوند علیم جانتا ہے۔ کہ اس عاجز کا دل بکلی صاف ہے۔ اور خدائے قادر مطلق سے آپ کے لئے خیر و برکت چاہتا ہوں۔ میں نہیں جانتا۔ کہ میں کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں۔ تا میرے دل کی محبت اور خلوص اور ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھکو ہے آپ پر ظاہر ہو جاوے۔ مسلمانوں کے ہر ایک نزاع کا فیصلہ آخری قسم پر ہوتا ہے۔ جب ایک مسلمان خدا تعالیٰ کی قسم کھاتا ہے۔ تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے۔ سو مجھے

خدا تعالیٰ قادر مطلق کی قسم ہے کہ میں اس بات میں بالکل سچا ہوں۔ کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا تھا۔ کہ آپ کی دختر کلان کا رشتہ اسی عاجز سے ہوگا۔ اگر دوسری جگہ ہوگا۔ تو خداوند تعالیٰ کی تنبیہیں وارد ہوں گی۔ اور آخر اسی جگہ ہوگا۔ کیونکہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے اس لئے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلایا۔ کہ دوسری جگہ اس رشتہ کا کرنا ہر گز مبارک نہ ہوگا۔ میں نہایت ظالم طبع ہوتا۔ جو آپ پر ظاہر نہ کرتا اور میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرماویں۔ کہ یہ آپ کی لڑکی کے لئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ اُن برکتوں کا دروازہ کھولدیگا جو آپ کے خیال میں نہیں۔ کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی۔ جیسا کہ یہ اُس کا حکم ہے۔ جس کے ہاتھ میں زمین اور آسمان کی کُنجی ہے تو پھر کیوں اس میں خرابی ہوگی۔ اور آپ کو شاید معلوم ہوگا یا نہیں۔ کہ یہ پیشگوئی اس عاجز کی ہزارہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے۔ اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا۔ جو اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتا ہے۔ اور ایک جہان کی اس کی طرف نظر لگی ہوئی ہے۔ اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت سے اُس کے منتظر ہیں۔ کہ یہ پیشگوئی جھوٹی نکلے۔ اور ہمارا پلہ بھاری ہو۔ لیکن یقیناً خدا تعالیٰ اُن کو رسوا کرے گا۔ اور اپنے دین کی مدد کریگا۔ میں نے لاہور میں جا کر معلوم کیا۔ کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیشگوئی کے ظہور کے لئے صدق دل سے دعا کرتے ہیں۔ سو یہ اُنکی ہمدردی اور محبت ایمانی کا تقاضا ہے۔ اور یہ عاجز جیسے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لایا ہے ویسے ہی خدا تعالیٰ کے اُن الہاموں پر جو تواتر سے اس عاجز پر ہوئے ایمان لاتا ہے۔ اور آپ سے ملتمس ہے۔ کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے معاون بنیں۔ تاکہ خداوند تعالیٰ کی برکتیں آپ پر

نازل ہوں۔ خدا تعالےٰ سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا۔ اور جو آسمان پر ٹھہر چکا ہے۔ زمین پر وہ ہرگز بدل نہیں سکتا۔ خداوند تعالےٰ آپ کو دین اور دُنیا کی برکتیں عطا کرے۔ اور اَب آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اُس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا ہے۔ آپ کے سب غم دور ہوں اور دین اور دُنیا دونوں آپ کو خدا تعالےٰ عطا فرما وے۔ اگر میرے اس خط میں کوئی ناملائم لفظ ہو تو معاف فرما دیں۔ والسلام خاکسار احقر العباد، غلام احمد عفی عنہ۔ ۱۷ جولائی ۱۸۹۰ء بروز جمعہ۔

یادداشت :- مرزا احمد بیگ کی زوجہ مرزا غلام احمد کی تایا یا چچازاد ہمشیرہ ہے۔ مرزا علی شیر صاحب کی لڑکی عزت بی بی فضل احمد پسر مرزا جی کی زوجہ تھی۔ اب مرزا محمد حسین صاحب ساکن ... انہوں کے خط سے معلوم ہوا کہ باوجود بہت دہمکانے کے بھی فضل احمد نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دیا۔ اس لئے فضل احمد کو بھی مرزا صاحب نے الگ کر دیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی

مشفقی مرزا علی شیر بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے۔ کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا۔ اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔ لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سُناتا ہوں۔ آپ کو اس سے بہت رنج گذرے گا۔ لیکن میں محض للہ اُن لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں جو مجھے ناچیز بتلاتے ہیں اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے۔ آپ کو معلوم ہے۔ کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں اُن لوگوں کے ساتھ میری کس قدر عداوت ہو رہی ہے۔ اَب میں نے سُنا ہے۔ کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اُس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے۔ اور آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں

آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں اور ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اللہ اور رسول کے دین کی کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتے۔ اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے۔ کہ اس کو خوار کیا جائے۔ ذلیل کیا جائے۔ روسیاہ کیا جائے یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں۔ اَب مجھ کو بچا لینا اللہ تعالےٰ کا کام ہے۔ اگر میں اُس کا ہونگا تو وہ ضرور مجھے بچا دے گا۔ اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتے۔ کیا میں چوہڑا چمار تھا۔ جو مجھ کو لڑکی دینا عار یا ننگ تھی۔ بلکہ وہ تو اَب تک ہاں میں ہاں ملاتے رہے۔ اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا۔ اور اَب اُس لڑکی کے نکاح کے لئے سب ایک ہو گئے۔ یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض کہیں جائے مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا۔ اور جن کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا۔ کہ اُس کی اولاد ہو اور وہ میری وارث ہو۔ وہی میرے خون کے پیاسے وہی میری عزت کے پیاسے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ خوار ہو۔ اور اُس کا روسیاہ ہو۔ خدا بے نیاز ہے۔ خدا بے نیاز ہے۔ جس کو چاہے روسیاہ کرے۔ مگر اَب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں نے خط لکھے کہ پُرانا رشتہ مت توڑو۔ خدا تعالےٰ سے خوف کرو۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ بلکہ میں نے سُنا ہے۔ کہ آپ کی بی بی نے جوش میں آکر کہا۔ کہ ہمارا کیا رشتہ ہے۔ صرف عزت بی بی نام کے لئے فضل احمد کے گھر میں ہے۔ بے شک وہ طلاق دیدے ہم راضی ہیں۔ اور ہم نہیں جانتے۔ کہ یہ شخص کیا بلا ہے۔ ہم اپنے بھائی کی خلاف مرضی نہیں کرینگے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں ہے۔ پھر میں نے رجسٹری کرا کر آپ کی بیوی صاحب کے نام خط بھیجا۔ مگر کوئی جواب نہ آیا اور بار بار کہا۔ کہ اس سے کیا ہمارا رشتہ باقی رہ گیا ہے۔ جو چاہے کرے۔ ہم اُس کے لئے اپنے خویشوں سے۔ اپنے بھائیوں سے جُدا نہیں ہو سکتے

مرتا مرتا رہ گیا۔ کبھی مرا بھی ہوتا۔ یہ باتیں آپ کی بی بی صاحبہ کی مجھے پہونچی ہیں۔ بیشک میں ذلیل ہوں۔ ناچیز ہوں۔ اور خوار ہوں۔ لیکن خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں میری عزت ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں ایسا ذلیل ہوں۔ تو میرے بیٹے سے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے۔ لہذا میں نے اُن کی خدمت میں خط لکھدیا ہے۔ کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آئیں اور اپنے بھائی کو اِس اِرادہ نکاح سے روک نہ دیں۔ پھر جیسا کہ آپ کی خود منشاء ہے۔ میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔ بلکہ ایک طرف جب محمدی کا کسی شخص سے نکاح ہوگا۔ تو دوسری طرف فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دیدے گا۔ اور اگر نہیں دے گا۔ تو میں اُس کو عاق اور لاوارث کردوں گا۔ اور اگر میرے لیئے احمد بیگ سے مقابلہ کروگے۔ اور یہ ارادہ اسکا بند کرادوگے تو میں بدل و جان حاضر ہوں۔ اور فضل احمد کو جو اَب میرے قبضہ میں ہے ہر طرح سے درست کرکے آپ کی لڑکی کی آبادی کے لئے کوشش کروں گا۔ اور میرا مال اُن کا مال ہوگا۔ لہذا آپ کو بھی لکھتا ہوں۔ کہ آپ اُس وقت کو سنبھال لیں۔ اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں۔ کہ باز آجائیں اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کردیں۔ کہ وہ بھائی کو لڑائی کرکے روک دیں۔ ورنہ مجھے خدا تعالےٰ کی قسم ہے۔ کہ ہمیشہ کے لئے یہ رشتہ ناطہ توڑ دوں گا اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے۔ تو اُسی حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا۔ اور جب آپ کی بی بی کی خوشی ثابت ہو۔ ورنہ جہاں میں رخصت ہوا۔ ایسے ہی سب رشتے ناطے بھی ٹوٹ گئے۔ یہہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں۔ میں نہیں جانتا۔ کہ کہانتک درست ہیں۔ واللہ اعلم۔

راقم خاکسار غلام احمد از لودھیانہ اقبال گنج ۴ مئی ۱۸۹۱ء

نقل

اصل خط مرزا صاحب جو بنام والدہ عزت بی بی تحریر کیا تھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی

والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہونچی ہے۔ کہ چند روز تک (محمدی) مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے۔ اور میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا چکا ہوں۔ کہ اس نکاح سے سارے رشتے ناطے توڑ دونگا۔ اور کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ اِس لئے نصیحت کی راہ سے کہتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کراو۔ اور جس طرح تم اس کو سمجھا سکتی ہو۔ اُسکو سمجھا دو۔ اور اگر ایسا نہیں ہوگا۔ تو آج میں نے مولوی نوردین صاحب اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے۔ کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ لکھ کر بھیجدے۔ اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے سے عذر کرے۔ تو اُس کو عاق کیا جاوے۔ اور اپنے بعد اُس کو وارث نہ سمجھا جاوے۔ اور ایک پیسہ اُسکو وراثت کا نہ ملے سو اُمید رکھتا ہوں۔ کہ شرطی طور پر اُس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا جاوے گا۔ جس کا یہ مضمون ہوگا۔ کہ اگر مرزا احمد بیگ۔ محمدی کے غیر کے ساتھ نکاح کرنے سے باز نہ آوے۔ تو پھر اُسی روز سے جو محمدی کا کسی اور سے نکاح ہو جاوے۔ عزت بی بی کو تین طلاق ہیں۔ سو اس طرح پر لکھنے سے ایک طرف تو محمدی کا کسی دوسرے سے نکاح ہوجاوے گا۔ اور اس طرف عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جاوے گی۔ سو یہ شرطی طلاق ہے اور مجھے اللہ تعالےٰ کی قسم ہے۔ کہ اب بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں ہے

اور اگر فضل احمد نے نہ مانا۔ تو میں بھی الفور اُس کو عاق کر دوں گا۔ اور پھر وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پا سکتا۔ اور اگر آپ اِس وقت اپنے بھائی کو سمجھاؤ۔ تو آپ کے لئے بہتر ہوگا۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ میں نے عزت بی بی کی بہتری کے لئے ہر طرح سے کوشش کرنا چاہا تھا۔ اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی۔ مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے۔

یاد رہے کہ میں نے کوئی کچی بات نہیں کہی۔ مجھے قسم ہے اللہ کی۔ کہ میں ایسا ہی کروں گا۔ اور خدا تعالےٰ میرے ساتھ ہے۔ جس دن نکاح ہوگا۔ اُس دن عزت بی بی کا نکاح باقی نہیں رہے گا۔

راقم مرزا غلام احمد از لودھیانہ اقبال گنج ۴ ماہ مئی ۱۸۹۱ء

از طرف عزت بی بی بطرف والدہ

اِس وقت میری بربادی اور تباہی کی طرف خیال کرو۔ مرزا صاحب کسی طرح مجھ سے فرق نہیں کرتے۔ اگر تم اپنے بھائی میرے ماموں کو سمجھاؤ تو سمجھا سکتی ہو۔ اگر نہیں تو پھر طلاق ہوگی۔ اور ہزار طرح کی رسوائی ہوگی اگر منظور نہیں تو خیر جلدی اِس جگہ سے مجھے لے جاؤ۔ پھر میرا اس جگہ ٹھہرنا مناسب نہیں۔

تصدیق مرزا صاحب [جیسا کہ عزت بی بی نے تاکید کی ہے اگر نکاح رک نہیں سکتا تو پھر بلا توقف

عزت بی بی کے لئے کوئی قادیاں آدمی بھیجدو۔ تاکہ اُسکو لے جاوے۔

اِس حسین نوجوان کا نام غالبًا سلطان محمود مرزا ہے۔ جس کا اس لڑکی (محمدی) کے ساتھ عقد ہوا۔ جبکہ مرزا جی کے الہام کے حساب سے اُس نوجوان کی موت سے صرف چند ماہ باقی رہ گئے تھے۔ تو ایک بزنی

کے طور پر دوستوں کی مجبوری سے ہم کو شہر گوجرانوالہ میں جانے کا اتفاق ہوا۔ ہمارے میزبانوں نے مہمانوں کی خاطر داری کے لئے جو احباب منتخب کئے تھے۔ اِن میں وہ (اڑھائی سال کے اندر فرضی موت سے مرنیوالا) نوجوان بھی موجود تھا۔ اور ایک دوست کی وساطت سے راقم کی نوجوان مذکور سے ملاقات ہوئی۔ مجھے خیال تھا۔ کہ وہ بیچارہ حیران پریشان ہوگا۔ کیونکہ یہ عام قاعدہ قانون قدرت ہے۔ کہ اگر کسی شخص کو اوس کی جان جانے کا خوف دلایا جاوے۔ تو خواہ کیسا ہی دلیر اور مَن چلا کیوں نہ ہو فکر اور حیرانی ضرور ہی اوس کے لاحق ہو جاتے ہیں۔ اور وہ اپنی جان کی حفاظت کے لئے طرح طرح کے اندیشوں اور خدشوں میں سرگردان رہتا ہے۔ گو کہ اُس کی جان جانے کی بابت سرسری طور پر یا کسی مصلحت سے ہی کیوں نہ کہا جاوے۔ ہزارہا مخلوقات نے ایسے ہی فکروں میں پڑکر حفظ امن کی ضمانتیں اور مچلکے سرکاری عدالتوں میں کرائے ہیں وغیرہ۔

مگر نہیں وہ نوجوان کچھ متفکر نہ پایا گیا۔ بلکہ ہشاش بشاش اور تازہ بہ تازہ نو بہ نو تھا۔ اور راقم نے اُس سے حسب ذیل مکالمہ کیا۔

راقم "سلام علیک مرزا صاحب"

نوجوان "وعلیکم السلام"

راقم "مزاج شریف"

نوجوان "الحمد للہ"

راقم "خداوند تعالےٰ آپ کو خوش رکھے۔ مجھے آپ کے دیکھنے کی کمال درجہ کی خوشی حاصل ہوئی۔ فرمائیے آپ حیران تو نہیں رہتے ؟"

نوجوان "کیوں جناب یہ کیسے میں تو خدا کی عنایت اور فضل و کرم سے اچھا ہوں"

راقم "خداوند تعالے نے آپ کو خوف دوران و آسیب خواہش نفس

سے محفوظ رکھے۔ میں نے جناب مرزا صاحب قادیانی کی کتابوں میں ایک پیش گوئی پڑھی تھی۔ جو غالباً آپ کے حق میں ہے"

نوجوان! ہنہ یہ بھی کوئی حیرانی کی بات ہے؟ کیا کوئی شخص کسی کے کہنے سننے سے مر جاتا ہے؟ جب تک اُس کی قسمت میں جینا لکھا ہے جیسا کہ سعدی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

بیت

اگر در حیات نوشت است بہر
نہ مارت گزاید نہ شمشیر و زہر

راقم "مگر مرزا جی نے تو اپنے الہاموں میں پرلے درجہ کا زور دیا ہے کہ اگر اُس لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے والا شخص تاریخ عقد سے اڑہائی برس کے اندر اندر مر نہ جاوے۔ تو پھر میری کسی بات پر اعتبار نہ کرو۔ اور مجھ سے زیادہ کذاب اور مفتری کسی کو نہ جانو وغیرہ۔

نوجوان "سنو صاحب! اگر اس لڑکی کے ساتھ عقد کرنے والا کوئی غیر قوم کا آدمی ہوتا۔ تو کیا مجال تھی۔ کہ اس کام کے پاس تک بھی پھٹکنا بلکہ مرزا جی سے خایف ہو کر اس کام کا نام تک اپنی زبان پر نہ لاتا۔ مگر ہم ذات بھائی تو ایک دوسرے کی تہ سے واقف ہیں۔ اور ایک دوسرے کی حکمت عملیوں کا خوب اندازہ کرنے والے ہیں۔ مرزا ے قادیانی واقعی ایک اچھے منشی ہیں۔ اور پولٹیکل معاملات میں ان کا خداداد ذہن اسقدر رسائی رکھتا ہے۔ کہ شاید و باید۔ مگر الہام کیا؟ جناب مرزا صاحب نے پہلے ہمارے بزرگوار مرزا احمد بیگ کو خوب دھمکایا۔ اور پھر اپنے بڑے بیٹے اور ان کی والدہ کو اس کام پر آمادہ کیا۔ پر چھوٹے بیٹے مرزا فضل احمد کے سسرال میں خطوط لکھے۔ کہ اگر تم اس لڑکی کے عقد والے معاملہ میں میری مدد نہ کرو گے۔ تو مرزا فضل احمد تمہاری لڑکی کو طلاق دیدے گا۔ اور اس میں تمہاری جگت ہنسائی ہوگی۔ ورنہ میں فضل احمد مذکور کو اپنی فرزندی سے

عاق کر دوں گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر ان دھمکیوں کی کسی نے ایک ذرہ بھر بھی تو پرواہ نہیں کی۔ اور مرزا جی کو ہر ایک طرف سے ناکامی ہوئی۔

راقم۔ "ہم نے سُنا تھا۔ کہ اس کے علاوہ اور بھی قسما قسم کی کوششیں اس بارے میں ہوئی ہیں؟"

نوجوان "یہ سب سچ ہے۔ میرے پاس مرزا جی کی جماعت کے مریدان کے جتھے بطور سفارت آئے۔ اور مجھکو اس طرح پر کہا۔ کہ تم ایک نیک آدمی اور شریف زادے ہو۔ مرزا غلام احمد صاحب اولیاء اللہ اور کامل فقیر ہیں۔ اور فقیر کے لنگ میں ہاتھ ڈالنا خوب نہیں ہے۔ اس لڑکی کو اپنے سے علیحدہ کر دو۔ اور ہم سے عہد لیلو۔ کہ ہم ہر طرح سے آپ کی مدد کریں گے۔ اور کوئی اور اس سے بھی عمدہ ناطہ آپ کے لئے تجویز کریں گے ورنہ یقین ہے۔ کہ آپ سا حسین نوجوان مسلمان بھائی حضرت مرزا جی مسیح موعود اور امام وقت کی بد دعا سے مر جاوے گا"

راقم۔ "پھر اس سفارت کا نتیجہ کیا ہوا"؟

نوجوان۔ ہیچ کیا کوئی بے موجب اور برخلاف حکم خدا و رسول اپنی بی بیوں کو اپنے سے علیحدہ کر سکتا ہے۔ ایسا کون احمق ہے جو اس قسم کی دلفریب باتوں میں آجاوے"؟ "جزاک اللہ"

ایک اور واقعہ بھی اس پیش گوئی کے متعلق قابل تحریر ہے۔ اس پیش گوئی کی میعاد کے پورا ہونے کو جبکہ صرف ڈیڑہ ماہ یا اس سے بھی کم عرصہ باقی رہ گیا۔ اور یہی نوجوان جس کا اوپر ذکر ہوا۔ بمعہ اپنی اہلیہ راولپنڈی میں مقیم تھا۔ تو حکیم مولوی نورالدین صاحب کے ایک شاگرد نے جس کو جناب مسیح موعود کی بیعت کا شرف حاصل ہو کر ایما ندمتمسک ہو گیا تھا ایک واحد العین حواری کو اس مضمون کا خط لکھا۔ کہ مجھے

سخت اندیشہ لگ رہا ہے۔ کہ مثل دیگر پیشگویوں کے یہ پیشگوئی بھی شاید معرض وقوع میں نہ آئے۔ کیونکہ وہ نوجوان عقد کرنے والا تو بھلا چنگا ہے۔ بلکہ اُس کی مزاج پر ایک بال بھر بھی ملال دکھائی نہیں دیتا۔"

نوحواری مذکور کیا جواب دیتے ہیں۔ کہ اے عزیز اس نوجوان نے رجوع بحق کر لی ہے۔ اور بذریعہ خطوط اُس کے خویش و اقارب مرزا صاحب کے حضور میں روتے اور گڑگڑاتے ہیں۔ (سفید جھوٹھ) پس عجب نہیں ہے۔ کہ پیشگوئی مذکور کی میعاد اور بھی بڑھ جاوے چونکہ آپ نے دریافت کیا ہے۔ یہ اس لئے کا نفیدنشل خط آپ کو لکھا گیا ہے۔ فقط

یہ خط جب راول پنڈی پہونچا۔ تو اس کے مکتوب الیہ نے اُن دشنام اور سخت الفاظ کی ایک فہرست تیار کی۔ جو اُس نوجوان کی زبان سے بحق جناب مرزا صاحب اور اُن کی جماعت کے نکل رہی تھیں۔ اور جن معتبر اشخاص کی حاضری میں یہ سخت کلمات ایک دردمند دل سے نکلے تھے۔ اُن کے نام بھی فہرست مذکور میں درج کئے۔ اور بہر دا حدالعین مذکور کو جتایا۔ کہ اُس نوجوان کا تو یہ حال ہے۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ اُس کی طرف سے رجوع بحق کے خطوط آ رہے ہیں۔ رجوع بحق کس جانور کا نام ہے۔ اور یہ اُس کی کیسی نرالی فلاسفی ہے۔ جو آپ نے چھانٹی ہے۔ آپ راولپنڈی میں تشریف لاویں۔ اور جو کچھ میں نے اپنے خط میں لکھا ہے۔ اُس کی تصدیق کر لیں۔

اس کا جواب حواری موصوف نے کچھ نہیں دیا۔ اور اگر سچ پوچھو تو اس کا جواب ہو ہی کیا سکتا تھا۔؟

ہنوز مقام ہر چند باتیں دریافت طلب ہیں۔

(۱) معافی اور رجوع بحق کا کیا ثبوت ہے؟ اگر ذرہ بھر بھی اُس نوجوان یا اس کے رشتہ داروں کی طرف سے لب ہلائی جاتی۔ تو جناب مرزا صاحب جو ایک کا دخ کو ایک پربت پہاڑ اور ایک قطرہ کو ایک سمندر بنا کر دکھلانے والے ہیں۔ کتابوں پر کتابیں۔ اور اشتہاروں پر اشتہار نہ لکھ مارتے۔ مگر خاموشی اختیار رہیں لانی پڑی۔

(۲) بی بی متنازعہ کس کے پاس ہے پاس ہے؟ اور کس کے بال بچے اُس کے پاس ہیں۔ یقینی طور پر اُسی نوجوان کے پاس اور اُسی نوجوان کی اولاد ہو

(۳) اوس الہام کی نسبت کیا خیال کیا جاوے۔ جو "زوجنا کہا" کے مضمون کا مرزا جی پر نازل ہوا تھا۔

کہا جاتا ہے۔ کہ کیا مرزا جی وفات پا گئے ہیں۔ یا وہ عورت مر گئی ہے۔ جس پر اب تک بھی اُمید کی جاتی ہے۔ کہ مرزا صاحب کے عقد میں آوے گی۔ یہ مرزا جی کی پاک جماعت کے اکثر ممبران کے مقولے ہیں حالانکہ مرزا جی اپنی لاثانی کتاب موسوم بہ انجام آتھم میں صاف بتلا چکے ہیں۔ کہ نوجوان کی طرف سے رجوع بحق ہو چکا۔ (دیکھو حاشیہ مرزا جی جو اخبار شحنہ ہند کے جواب میں مرزا جی نے تحریر کیا ہے)

خیر ہمیں اس سے کیا مطلب۔ ہم تو اس بات کو دیکھنا چاہتے تھے۔ کہ اڑھائی برس گذر چکے ہیں۔ یا ابھی کچھ عرصہ باقی ہے ہم اس کا جواب لیئے بنا صبر نہیں کریں گے۔

ع

ہاتھ توڑے جائیں گے یا کھولینگے نقاب

گورداسپور کی عدالت کے سامنے آپ نے اقرار کیا تھا۔ کہ وہ (محمدی) میرے نکاح میں آوے گی مگر اب تو آپ کو دوسری دنیا سے پیغام آ رہے ہیں۔ اور بقول مولوی احمد حسن صاحب شوکت ایڈیٹر

شحنہ ہند۔ رجولیت املی کے پتوں پر ڈنڈ پیل رہی ہے۔ اُدھر منارہ اور بہشتی قبرستان تیار ہو رہا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

کیوں جناب مرزا صاحب! یہی نشانات ہیں جن پر آپ کو ناز ہے اور یہی نشانات ہیں جن کے سوا فطرتی دین یا دین اللہ اس تیرہویں صدی میں آکر منتی ہو گیا ہے۔ یہی نشانات ہیں جن پر آپ کے مشن کا انحصار ہے۔ کیا ایسی نشان کو ہم آپ کی طرف سے مسلمانوں کے سامنے پیش کریں اگر لامحالہ وہ عورت آپ کے ساتھ بیاہ کر لیتی تو اسلام کا کیا بن جاتا۔ ہر زمانہ میں مسلمانوں کی لاکھوں شادیاں ہوتی ہیں۔ اگر آپ کو ضعیف العمر سمجھکر لڑکی کے ولیوں نے ناطہ دینے سے انکار کیا۔ تو اس سے اسلام کا بگڑ گیا۔ کیا زمانہ سلف کے منکرین کے سامنے۔ انبیاء علیہم السلام ایسے ہی نشانات بطور تحدی پیش کیا کرتے تھے۔ پس اگر رسالت ایسی ہوتی ہے۔ جس طرح پر آپ کی ہے۔ تو سلام ایسی رسالت پہ ہو

مرزا جی کے مرید اب اس پیش گوئی کو سچا بنانے کے لئے شاید یہ کوشش کریں گے۔ کہ اس عورت کی اولاد سے مرزا صاحب کی اولاد کے ساتھ رشتہ جوڑیں۔ مگر اس تاویل کو وہی لوگ تسلیم کریں گے۔ جو ذاتی طور پر جدّیت کو اپنے ساتھ اس دُنیا میں لائے۔ ورنہ جس کے سر میں ایک ذرہ بھر بھی دماغ اور عقل ہے۔ وہ پیش گوئی مذکورہ کے الفاظ کے زور پر غور کرے گا۔

مرزا صاحب کے اکثر مُرید ہم کو سخت سُست الفاظ سے یاد کر رہے ہیں۔ اور بعض تو مغلظ گالیاں دینے لگے۔ جیسے ایڈیٹر الحکم وغیرہ۔ مگر ہم کو اس کی ایک ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں ہے۔ خدا وند تعالے خوب جانتا ہے کہ ہمیں مرزا صاحب کے ساتھ کوئی ذاتی عناد یا خانگی رنجش نہیں ہے بلکہ ہمارا صرف یہی مدعا ہے۔ کہ وہ سب مسلمانوں کی آزادی نہ سمجھیں بلکہ

ایسے دلایل سے اپنی رسالت کو پیش کریں۔ جس کے ساتھ ہی کوئی روشن دلیل بھی ہو۔ فرض کرو۔ کہ جس طرح آپ کہتے ہیں۔ کہ (معاذ اللہ) قرآن مجید اب پُرانی کتاب ہو گئی ہے۔ اور اسلام میں کچھ جان باقی نہیں ہے۔ تیرہ کروڑ مسلمان گمراہی پر ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر کیا آپ کی مذکورہ بالا ابلہ فریبیاں قابل تسلیم ہیں؟ ہرگز نہیں۔

کس نیاید بزیر سایۂ بوم
در ہما از جہاں شود معدوم

دنیا کا ایک قاعدہ ہے۔ کہ ایک دمڑی کی چیز خریدنی ہو۔ تو اسکو ہزار دفعہ ٹھوک بجا کر دیکھتے ہیں۔ پس کیا حال ہوگا۔ سب سے پیاری چیز مذہب کا۔ جس پر انسان کی دونوں جہان کی زندگی کا مدار ہے۔ کیا فطرت یا آزادی کو فروخت کر کے غلامی خریدی جاوے۔ جو سراسر لعنت ہے۔ فتدبر۔

اس خط و کتابت اذکرالحکیم نمبر ۴ کے ایک مقام پر مسیح الزمان اپنے مُرید مَرید کو یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

"آپ کہتے ہیں کہ ہر ایک شخص جو یہود و نصارے۔ اور دوسری قوموں سے اللہ پر ایمان لاوے۔ اور اپنے طور پر نیک عمل کرے۔ تو نجات پانے کے لئے یہی عمل اُس کے لئے کافی ہے اگر ان آیات کے یہی معنی ہیں۔ تو گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بڑی غلطی کی۔ کہ دین اسلام کی دعوت کے لئے زمین میں خون کی نہریں چلا دیں۔"

ڈاکٹر مرید عبدالحکیم صاحب نے جیسا کہ مرزا صاحب نے فرمایا ہے آپ کہتے ہیں الخ" خود نہ تو کچھ نہیں کہا۔ بلکہ قرآن مجید کی آیات پیش کی ہیں مرزا صاحب کو لازم ہے۔ کہ اپنے نئے قرآن میں۔ جس آپ پرانے

قرآن کو (معاذ اللہ) کلام مُردہ خیال کیا ہے۔ ان آیات کی اصلاح کردیں۔ ان آیات کا ہم پھر اس مقام پر اعادہ کرتے ہیں۔

(۱) اِنّ الذین آمنوا والذین ھادوا والنصاریٰ والصابئین من آمن باللّٰہ والیوم الاٰخر وعمل صالحاً فلھم اجرھم عند ربھم ولاخوفاً علیھم ولاھم یحزنون سورہ بقر آیت نمبر ۵۹۔

اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ کہ جو ایمان لائے ہیں۔ اور جو لوگ یہودی ہوئے ہیں اور عیسائی اور صابئین۔ جس نے یقین کیا اللہ اور اخیر دن پر۔ اور اچھے عمل کئے تو اُن کے لئے اُن کی مزدوری اُن کے پروردگار کے پاس ہے۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ م نہ اُنکو کچھ اندیشہ ہے۔

(۲) اِنّ الذین آمنوا والذین ھادوا والصابئون والنصاریٰ من آمن باللّٰہ والیوم الاٰخر وعمل صالحاً فلا خوفٌ علیھم ولاھم یحزنون۔ سورہ مایدہ آیت نمبر ۷۳۔

بے شک جو لوگ ایمان لائے ہیں۔ اور جو یہودی ہیں۔ اور صابئی اور عیسائی جو کوئی ایمان لاوے اللہ پر اور اخیر دن پر اور عمل کرے اچھے۔ تو اُن پر کچھ خوف نہیں۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

(۳) وقالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ھوداً او نصاریٰ تلک امانیھم قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔ بلیٰ من اسلم وجھہ للّٰہ وھو محسنٌ فلہ اجرہٗ عند ربہ ولاخوفٌ علیھم ولاھم یحزنون۔ سورہ البقر آیت نمبر ۱۰۶۔

اور اُنہوں نے کہا۔ کہ بہشت میں ہرگز کوئی نہیں جانے کا بجز یہودیوں اور عیسائیوں کے۔ یہ اُن کی تمنا ہے (اے پیغمبر تو ان سے) کہدے۔ کہ تم اپنی دلیل لاؤ۔ اگر تم سچے ہو۔ یہ نہیں ہے۔ جو اُنہوں نے کہا۔ ہاں جس کسی نے تابعداری سے اپنا مونہہ خدا کے سامنے کیا۔ اور وہ نیکی کرنے والا ہے تو اُس کا ثواب اُس کے پروردگار کے پاس ہے۔ اور نہ اُن پر کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگیں ہونگے۔

(۴) قل یا اھل الکتاب تعالوا الیٰ کلمۃٍ سواءٍ بیننا وبینکم الا نعبد الا اللّٰہ ولانشرک بہ شیأً ولا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون اللّٰہ۔ سورہ آل عمران آیت نمبر ۵۷۔

کہدے اے پیغمبر کہ اے اہل کتاب یعنے اے عیسائیوں! آؤ ایک بات پر جو ہم میں اور تم میں یکسان ہے۔ کہ ہم کسی کی پرستش نہ کریں بجز خدا کے۔ اور ہم کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک نہ کریں۔ اور نہ ٹھہرائیں آپس میں ایک دوسرے کو (اپنا) رب۔ خدا کے سوا۔

(۵) ان اللّٰہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذالک لمن یشاء ومن یشرک باللّٰہ فقد افتریٰ اثماً مبیناً۔

بے شک اللہ نہیں بخشتا (اس گناہ کو) کہ اس کے ساتھ شرک کیا جاوے۔ اور بخشتا ہے اس کے سوا (تمام گناہوں کو) جس کسی کے چاہتا ہے۔ اور جو کوئی خدا کے ساتھ شرک کرے۔ تو بے شک اس نے پیدا کیا گناہ بڑا۔

(۶) واما من خاف مقام ربه ونهی النفس عن الهوٰی فان الجنة هي الماوٰی

جو اپنے رب کے مقام سے ڈرتا ہے ۔ اور اپنے نفس کو ہوا و ہوس سے روکتا رہے ۔ پس اُسکا ٹھکانہ بہشت ہے ۔

مگر جس شخص کو اسلام کا ایک ٹکڑا کاٹ کر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنانی ہے ۔ اور ختم نبوۃ کے بعد اپنی من گھڑت نبوۃ اور رسالت کا سِکّہ جمانا ۔ وہ مذکورہ بالا آیات کو کب خیال میں لا سکتا ہے ۔ مسیح الزمان یا کرشن جی مہاراج کی زندگی مورث جب تک اپنے فدایوں کے دلوں میں یہ نقش نہ جما لیں ۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دین کی دعوت میں **خون کی نہریں** بہا دیں ۔ وہ اپنے قلمی جہاد کی پٹڑی کیونکر جما سکتا ہے ۔ مسیح الزمان نے جو اس شرمناک حملے اور سخت کینہ حیلہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر **خون کی نہریں** بہانے کا الزام لگایا ہے ۔ وہ کچھ انوکھا اور نرالا الزام نہیں ہے ۔ بلکہ پہلے بھی اِسلام کے دشمنوں نے ایسے ہی بے باکانہ حملے کئے ہیں ۔ جن کے جواب میں سیکڑوں کتابیں اہل اسلام کے محققین نے لکھی ہیں ۔ مگر یہ دشمنِ اسلام ایک اندرونی دشمن ہے ۔ اور دوست نما دشمن ہے ۔ اِس شخص نے دوستی کے پیرایہ میں اِس قسم کے حملے کئے ہیں ۔ اور سچ کہا ہے سعدی رحمۃ اللہ علیہ ۔

زخمِ دندانِ دشمنے تیز است
کہ نشاید بخشمِ مردم دوست

کس قدر افسوس ہے ۔ کہ عیسائی مذہب کے بڑے بڑے محقق تو ہزاروں صفحات کی کتابیں لکھ کر پبلک میں پیش کریں ۔ اور بیّن ثبوت دیں ۔ کہ اسلام نے بجز حفاظت خود اختیاری کے کبھی اپنی تلوار نیام سے نہیں نکالی ۔ مگر مرزا جی اُسی الزام کو از سرِ نو ہمارے ہادی برحق سلام علیہ پر

قایم کرنا چاہتے ہیں ۔

اے ناظرین ! خدا کے لئے انصاف کرو ۔ کہ اِس قسم کے الزام ہمارے پیغمبر صلعم پر لگانے والے (مرزا جی) ہمارے خیر خواہ ہیں ۔ یا گاڈفری ہیگنس ۔ جان ڈیون پورٹ ۔ کارلائل کوئیلم ۔ آرنلڈ وغیرہ جنہوں نے مبسوط اور شرح محققانہ کتابیں اسلام کی تائید اور اسلام میں لکھ کر رحمت للعالمین ہونے کی تصدیق کی ۔ کیا مسلمانوں کی دل آزاری نہیں ہے ۔ کہ مرزا جی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو **خون کی نہریں بہانے والے** لکھتے ہیں ۔ درانحالیکہ قرآن مجید جو خود بذاتہ ایک ناطق کلام ہے ۔ اِن الزاموں کی گنجائش ہی اپنے بیچ نہیں پاتا ۔

(۱) لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغي ۔ سورہ بقر آیت نمبر ۲۵ ۔

دین میں کسی قسم کی زبردستی نہیں ہے ۔ بلاشبہ ہدایت ظاہر ہو گئی ہے گمراہی سے ۔

(۲) و لو شاء ربک لامن من في الارض کلهم جمیعا افانت تکره الناس حتی یکونوا مومنین ۔ $\frac{10}{99}$ ۔

اور اگر تیرا پروردگار چاہتا تو ایمان لے آتے جو زمین پر بستے ہیں سب کے سب ۔ کیا پھر تو جبر کر سکتا ہے کہ وہ مسلمان ہو جائیں ۔

(۳) فلعلک باخع نفسک علی آثارهم ان لم یومنوا بهذا الحدیث اسفا ۔ سورہ کہف $\frac{15}{5}$

اے پیغمبر اگر یہ لوگ ایمان نہ لاویں ۔ تو تم شاید مارے افسوس کے اِن کے پیچھے اپنی جان ہلاک کر ڈالو گے ۔

(۴) لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین $\frac{26}{2}$ ۔

اے پیغمبر تو شاید اپنی جان ہلاک کرے گا ۔ کہ وہ لوگ ایمان نہیں لاتے ۔

(۵) فلا تذهب نفسک علیهم حسرات ان اللہ علیم بما یصنعون ۳۵/۹ ۔

اے پیغمبر اِن کے حال پر افسوس کر کر اپنی جان ہلاک نہ کر ڈال ۔ اللہ تعالیٰ اِن کے اعمال سے خوب واقف ہے ۔

(۶) انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ ولا تکن للخائنین خصیما ۔ سورہ نساء آیت ۱۰۶ ۔

بیشک بھیجی ہے ہم نے تجھ پر کتاب برحق تاکہ تو لوگوں میں اِن کتاب کے ذریعہ فیصلہ کرے ۔ اُس چیز سے کہ دکھائی ہے تجھکو تیرے پروردگار نے اور خیانت کرنے والوں کے لئے تو جھگڑنے والا نہ ہو ۔

اس قسم کی اور بھی بہت سی آیات بیّنات قرآن مجید میں درج ہیں جن سے روز روشن کی طرح آشکارا ہے ۔ کہ اُس رحیم و کریم مالک ارض و سماء کا خاص نشاء اور دلی ارادہ آسودگی عامہ خلایق ہے ۔ نہ بذریعہ انبیاء علیہم السلام **خون کی نہریں** بہانا ۔ جس طرح پر کہ مرزا جی اسلام پر الزام لگاتے ہیں ۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ سراسر پیار اور نری محبت ہی محبت ہے ۔ **بیت**

خداوندگار رحیمے خرید
بدارد تکلیف آنکہ عیب آفرید

نزول قرآن کے زمانہ میں تمام دُنیا کی حالت عموماً اور مُلک عرب کی خصوصاً جیسی خراب اور قابل نفرت تھی ۔ اُس کا خاکہ قرآن مجید نے دُنیا کے سامنے رکھ دیا ہے ۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ

اور تم سب ملکر دین اللہ (قرآن مجید) کو مضبوط پکڑو ۔ اور متفرق نہ ہو جاؤ ۔

علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا کذالک یبین اللہ لکم آیاتہ لعلکم تہتدون ۔
آل عمران آیت ۹۸ و ۹۹ ۔

اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو جب کہ تم آپس میں دشمن تھے ۔ پھر تمہارے دلوں میں ملاپ کر دیا ۔ پھر تم اُس کی نعمت سے آپس میں بھائی بھائی بن گئے ۔ اور تم آگ کے بھرے ہوئے گڑھے کے کنارہ پر تھے ۔ پھر تمکو اُس سے بچایا ۔ اسی طرح پر اللہ تعالیٰ اپنی آیات بیان کرتا ہے ۔ تمہارے لیئے تاکہ تم ہدایت پاؤ ۔

قرآن مجید تو دشمنوں کے حق میں بھی نیک کلمات کہنے کا حکم دیتا ہے ۔ اور غصہ پی جانے ۔ اور آپس میں صلح کا سب سے بڑھ کر حکم دیتا ہے ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اوّل مسلمان ہیں ۔ جو اِن احکام کی خود اطاعت کرنے والے ہیں ۔ چنانچہ مفصلہ الذیل آیات تمام دنیا کے سامنے موجود ہیں ۔

(۱) ادفع بالتی ہی احسن فاذا الذی بینک و بینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم وما یلقہا الا الذین صبروا وما یلقہا الا ذو حظ عظیم ۔ سورہ حم السجدہ آیت ۳۴ ۔

جواب میں تو اُس سے بہتر کہہ پھر جس شخص کے ساتھ تیری دشمنی ہے وہ تیرا ایسا دوست ہو جاوے گا ۔ گویا ناطہ دار ۔ اور نہیں نزدیک کئے جاتے اس خصلت کے مگر وہی لوگ جنہوں نے صبر کیا ۔ اور نہیں نزدیک کئے جاتے اس خصلت کے مگر وہی لوگ جو اچھے نصیب والے ہوتے ہیں ۔

(۲) والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین

اور غصہ کو پی جاتے ہیں ۔ اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں ۔ اور اللہ دوست

سورہ آل عمران آیت ع۱۲۵ -

(۳) لاخیر فی کثیر من نجوٰھم اِلّا مَنْ امر بصدقۃ او معروفٍ او اِصلاحٍ بین الناس وَمَن یفعل ذالک ابتغاء مرضات اللہ فسوف نوتیہ اجراً عظیمًا -

سورہ نسا آیت ع۱۱۴ -

رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو کچھ بھلائی اُن کے بہت سے مشوروں میں نہیں ہے - مگر (اس شخص کے مشورہ میں بھلائی ہے) جو خیرات کرنے کو یا کوئی نیک بات کرنے کو کہے یا لوگوں میں اصلاح کرا دے - اور جو شخص خدا کی رضامندی چاہنے کے لئے ایسا کرے - تو ہم جلد اُس کو بڑا اجر دیں گے -

(۴) والذین صبروا ابتغاء وجہ ربھم و اقاموا الصلوٰۃ وانفقوا مما رزقناھم سرًا وعلانیۃ ویدرءون بالحسنۃ السیئۃ اولئک لھم عقبی الدار - سورہ رعد آیت ع۲۲

اور جن لوگوں نے صبر کیا - اپنے پروردگار کی مونہہ (یعنی خاص اسی کی چاہت سے) اور قایم رکھا نماز کو اور خرچ کیا اُس میں سے جو ہم نے اُن کو روزی دی ہے - چھپا کر یا ظاہر کر کر - اور دور کر دیتے ہیں اچھی بات سے بُری بات کو وہی لوگ ہیں جن کے لئے ہے پچھلا گھر یعنی اُس کی بھلائیاں -

(۵) کتب علی نفسہ الرحمۃ -

اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک ذات پر رحم کو واجب کر لیا ہے -

(۶) والصلح خیر -

اور صلح اچھی چیز ہے -

ان پاک آیات سے کیسے نیک سبق آدمی کو ملتے ہیں - کہ ہم اپنی نوع انسان وغیرہ کے ساتھ نیک سلوک سے پیش آئیں - کون ایسا سنگ دل ہے

کہ ان آیات پر اس کا ایمان ہو - اور پھر پبلک کو یہ جتا دے - کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خون کی نہریں بہائیں -

خداوند تعالیٰ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لینت اور حلم کی تعریف کرے - اور ان کو رحمت للعالمین کہے - مگر مرزا صاحب اُن کو **خون کی نہریں** بہانے والے کہیں - پس یہ کس قدر شوخی اور سنگدلی ہے - جو برتی جاتی ہے - اور کتنی بہاری دل آزاری ہے - جو مسلمانوں کے ساتھ برتی جاتی ہے - ہم نہیں خیال کر سکتے کہ اتنا ظلم - اس قدر حسد اور بغض کیونکر ہمارے ہادی برحق کے ساتھ مرزا جی کو ہو گیا ہے -

(۱) فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک -

(۲) وانک لعلیٰ خلقٍ عظیم -

اخیر پر ہم اپنا تیس۳۰ برس کا تجربہ اور مشاہدہ جو مرزا قادیانی کی نصانیف اور اُن کے حالات سے ہمیں ہوا ہے - پبلک کے سامنے پیش کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں - اور جس کے سننے کے کان - دیکھنے کی آنکھیں - سوچنے اور سمجھنے کے دل و دماغ ہوں - وہ ہماری لکیر دار عبارت کو غور سے پڑھیں -

مرزا صاحب کے مشن کا اصلی منشا دولت کمانا ہے -

اور مزے سے اپنی اور اپنی اولاد کے لئے روپیہ جمع کرنا -

آپ کو قرآن مجید اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی اصلی ہمدردی نہیں ہے - بلکہ وہیں تک سروکار ہے - جہاں تک اپنے مشن میں امداد ملے - اور اپنے گرویدگان کی طفل تسلی ہو سکے -

اب ہم مرزا جی کے چند کاموں کا سرسید رحمۃ اللہ کے کارناموں سے مقابلہ کرتے ہیں -

مقابلہ چند کا موںکا

ہمارے بزرگان کریم اور محبّان صمیم - ہم پر ہنسیں گے - کہ یہ کیسی نا واجب بات ہے - کہ سر سیدّ رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ جو سیّد آل رسول سلام علیہ ہونے کے ساتھ ہی اپنے زمانہ کے ایک ہی فرد کامل اور قومی شہید گذر چکے ہیں - اور جن کے علمی کارناموں کے تجربہ اور مشاہدہ سے مسلمانوں اور دیگر اہل مذاہب کو پورا یقین ہو چکا ہے - کہ وہ نہ صرف کسی ایک ہی قوم کے لئے سراپا فیض و برکت تھے - بلکہ جملہ اقوام کے لئے ابر رحمت - ایک ایسے شخص سے جو خود ستائی - زود رنجی میں شہرہ آفاق اور مقدس بزرگان اہل اسلام زمانہ سلف و خلف کو سب و شتم کرنے میں طاق ہو - اور جس نے بڑے بڑے دعوے کیئے - جو سراسر بے دلیل تھے - اور جن کا نتیجہ ہیچ در ہیچ اور جس نے مسلمانوں اور دیگر اقوام میں ایک فتنہ اور فساد ڈالنے کے سوا کوئی عمدہ کام - عوام کی بھلائی کا نہیں کیا - کس لیئے مقابلہ کرنے بیٹھے ہو - در انحالیکہ سر سید رحمتہ اللہ علیہ کے منشا کے بھی (ایسا کرنا) بالکل منافی ہے - کیونکہ آپ کا طریق یہ نہیں تھا - کہ خواہ کوئی شخص اُن کے شان میں کیسی ہی دریدہ دھنی اور تندی سے حملہ کرے - اُسکو جواب دیا جاوے - اس کے جواب میں ہم اپنے کرم فرماؤں کی خدمت میں بصد عجز و انکسار عرض کرتے ہیں - کہ آپ کی فہمایش اور سرزنش کے ہم ہر طرح قایل ہیں - اور ہمارا عذر بدتر از گناہ ہے - مگر افسوس ہے - کہ واقعات نے مجبور کر دیا ہے - مرزا صاحب کی عادات اب طبیعت ثانی ہو گئی ہے کہ ناحق بزرگان اسلام پر نیش زنی کرتے - اور مرحوموں پر بزدلانہ حملے کر کر دُنیا اور دین کی روسیاہی خریدتے ہیں - اور پھر مرزا جی کے فدائی بڑے

دعوے سے کہتے ہیں - کہ کون ہے - جو ان تحریروں (بہتانوں) کا جواب لکھ سکے - بے شک عفو اور رحم عمدہ سے عمدہ خصائل ہیں - مگر وہیں تک کہ اپنے حدود کے اندر ہوں -

فرد

کند تحمّل بسیار مرد بے قدرش
کماں چو تن بکشیدن دہد کبادہ شود

سعدی

پسندیداست بخشائش ولیکن ⁂ منہ بر ریش خلق آزار مرہم
ندانست آنکہ رحمت کرد بر مار ⁂ کہ این ظلم ست بر فرزند آدم

تاہم کسی حالت میں بھی ہم تہذیب اور متانت کو حتی المقدور ہاتھ سے نہ دیں گے -

سر سیدّ رحمتہ اللہ علیہ

(۱) خادم قوم اور خاکساری کا دعویٰ کیا تھا - جو کر دکھایا - اور دُنیا نے تجربہ اور مشاہدہ کے بعد تسلیم کر لیا ہے - آپ نے کبھی ہرگز یہ دعوے نہیں کیا - کہ میں ولی قطب - غوث - امام وقت اور مسیح موعود یا مہدی معہود ہوں - ایسی باتوں سے آپ کی طبیعت کو سخت نفرت تھی - اور ایسے دعاوی کو بزرگان دین کے ساتھ استہزاء کرنا اور ہنسی اُڑانا - یقین کرتے تھے - کیونکہ قرآن مجید نے استہزا اور مستہزرین کے لئے

مرزا جی

پہلا دعوے یہ تھا - کہ میں نیک آدمی ہوں - جب محرری بندوبست سیالکوٹ سے علیحدہ ہوئے - اور مختاری کے امتحان میں ناکام - اور ہر ایک طرح سے ہاتھ تنگ ہو گیا - فرضی اشتہار دیا - کہ اسلام کی صداقت پر میں ایک کتاب لکھنا چاہتا ہوں - اگر کوئی شخص اُس کا معقول جواب لکھے گا - تو میں اُس کو اپنی دس ہزار روپیہ کی جائیداد دیدونگا - (سفید جھوٹ حالانکہ پلے ایک پیسہ بھی نہ تھا)

سخت سزا مقرر کی ہے۔ قادیانی کی ناقص نبوّۃ کے غالبًا پہلے ہی برس ایک مضمون سر مور گزٹ اخبار ناہن میں چھپا تھا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ قادیانی مسیح علیہ اسلام کے منزلہ میں۔ اور سید بمنزلہ یحییٰ علیہ اسلام۔

سر سید مرحوم نے اس آرٹیکل کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔ اور قاضی سراج الدین احمد اڈیٹر اخبار مذکور کو حسب ذیل تحریر کیا۔

مخدومی و مکرمی منشی سراج الدین صاحب اڈیٹر سر مور گزٹ ناہن

آپ کا اخبار مورخہ ۱۰ مارچ ۱۸۹۲ء کے دیکھنے سے جس میں نیرنگی زمانہ کے تماشا ہی کی تحریر چھپی ہے۔ نہایت رنج ہوا ہے کیا اخباروں کی اب یہ نوبت پہونچی ہے۔ کہ ہم نصرانیوں کے ساتھ تمسخر کرتے کرتے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بھی تمسخر اختیار کریں۔ کیا آپ کے نزدیک وہ تحریر

لوگوں کو چاہیئے۔ کہ حسب حیثیت روپے فی کاپی قیمت کتاب مذکور کے حساب میں پیشگی روانہ کریں۔ جب اس حکمت عملی سے روپیہ آنے لگا۔ تو ظاہر کر دیا۔ کہ اب مجھکو کوئی کوئی الہام بھی محسوس ہونے لگا ہے۔ جب (اہل الجنتہ) لوگ اسکو بھی سہار گئے۔ تو پھر براہین احمدیہ کی چوتھی جلد میں لکھا کہ یہ مسیح کے الہامات ہیں۔ مگر یہ بعینہٖ اسی مشن کی کاپی تھی جو حسن بن صباح نے اس وقت ظاہر کیا تھا۔ جب وہ ہر ایک طرح سے مایوس ہو کر حج کو جا رہا تھا۔ اور ایک جہاز پر سوار تھا۔ اور جہاز امواج وتلاطم کے گردابوں میں ڈوبنے کو تھا۔ حسن بن صباح نے یہ سوچا کہ اگر جہاز بچ گیا۔ تو میرے ولی اللہ اور غوث اور قطب ہونے میں کسی کو شک نہ ہوگا۔ اور اگر جہاز ڈوب گیا۔ تو پھر نہ کوئی ملامت کرنے والا باقی رہے گا۔ اور نہ سُننے والا۔ اس نے بآواز بلند پکار کر کہا۔ کہ لوگو تسلی رکھو مجھکو خدا نے کہا ہے کہ جہاز بخیریت تمام

حضرت یحییٰ علیہ السلام۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ گستاخی اور ٹھٹھہ کی نہیں ہے۔ افسوس صد افسوس کہ آپ کے اخبار میں ایسے مضامین چھاپے ہوئے۔ جو شانت اور انبیاء علیہم السلام کے ادب کے بالکل برخلاف یا نامناسب ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ ایسا مضمون لکھنے کی ضرورت آیندہ بتلائی جائے گی۔ کوئی ضرورت ہو مگر ایسے مضمون کے لکھنے کی جیسکی طرز تحریر پر ہر ایک مسلمان افسوس کرے گا۔ کوئی ضرورت نہیں ہو سکتی۔ اُمید ہے کہ آپ میرے اس خط کو اخبار میں چھاپ دیں گے۔ وَاِنّا بَرِیْیٌ مما تفرقون۔ والسلام۔

خاکسار سید احمد علی گڈھ ۲۴ مارچ ۱۸۹۲ء

اس خط سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ سر سید رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں انبیاء علیہم السلام کی کیا کچھ وقعت اور تعظیم و تکریم تھی۔ اور کس طرح پر اُنکے سچے عاشق اور فدائی تھی۔ لاہور کے ۱۸۸۸ء والے کانفرنس کے جلسہ میں قواعد کا مسودہ پیش کرتے وقت

منزل مقصود پر پہونچے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور حسن بن صباح اپنی اس حکمت عملی سے کامیاب ہوا اور بہت سی خلقت اسکے پیچھے ہو گئی اور پھر جو جو کارنامے لوگوں کو دکھلائے اُس سے تواریخ پر ہے۔

جب مرزا صاحب کی اس طرح کی پیٹری کتاب مذکور میں جم چکی۔ تو براہین احمدیہ جہاں تھی وہیں رہ گئی۔ لوگ کتاب یا قیمت کتاب کے لئے غُل مچاتے اور شور کرتے ہی رہ گئے۔ مسیح موعود کا دعوےٰ ہو گیا۔ اور حکیم مولوی نورالدین اور مولوی عبدالکریم جیسے لوگ بھی مل گئے۔ جو اس دعوےٰ کے بنانے والے تھے۔

مولوی غلام علی صاحب قصوری نے جو ایک ہی راستباز عالم تھے۔ مرزا صاحب کو براہین احمدیہ لکھتے وقت ہی معلوم کر لیا تھا۔ اور بآواز بلند کہدیا تھا۔ کہ ایک نہ ایک دن یہ شخص نبوت کا دعوےٰ کرے گا۔ اور الحق کہ مولوی صاحب مرحوم کا یہ مقولہ آب زر سے لکھنے کے قابل تھا۔ مگر ہمارے ملک کے وہ لوگ جو پیر پرستی پر

لفظ آمین اُن کی زبان سے نکلا کر
اور ساتھ ہی آنسو کا رو بھی چل کیا اور
فرمایا - کہ آمین تو ایک ہی تھا (رسول
کریم صلی اللہ علیہ وسلم) اور جہاں یہ
لفظ آمین لکھا تھا - وہاں امانتدار
لکھا -

مرتے ہیں - اور جب تک کسی کے
ہاتھ پر بک نہ جاویں ان کو کھانا بھی
ہضم نہیں ہوتا - سو ایسے بھیڑ چال
لوگ کب کسی کی سنتے ہیں - جھٹ
مرزا کی مریدی میں آنے لگے - پھر
کیا تھا - ازالہ اوہام - توضیح مرام -
فیصلہ آسمانی وغیرہ کتابوں کی سرخیوں
پر مرسل یزدانی - مسیح موعود ربانی
وغیرہ الفاظ لکھے جانے لگے - اور
مولوی عبدالکریم جو عرش عظیم پر جا کر
جھوٹی قسم کھانے کو تلے بیٹھے تھے
کیونکہ لوئر سکول کی مدرسی سے الگ
ہو چکے تھے - نوٹ وغیرہ عمارات پر
خرچ ہو گئے تھے - اور چونکہ ناتک آنکھ
اور ضعف دماغی کے باعث معذور
بھی تھے - اس اپنے گذارا کی شکل کو
غنیمت سمجھا - اور مرزا جی کے ساتھ سیدنا
اور علیہ الصلوۃ والسلام لکھنے لگے - کہ
آپ تمام انبیاء علیہم السلام کا لب لباب
ہیں - آنحضرت کے دونوں بروز ہیں یعنی
محمدؐ و احمدؐ - محمد عربی اب احمد قادیانی
کے رنگ میں ہو کر آیا ہے - وغیرہ وغیرہ
مگر عین وقت نے ایسے دھما دھیر

کو سراسر کفر اور گمراہی ثابت کیا - تو
مرزا جی دو تین قدم پیچھے ہٹ گئے -
کہ میں حقیقی رسول نہیں ہوں بلکہ بمنہاج نبوۃ
پر ہوں - ظلی ہوں - بروزی ہوں وغیرہ
وغیرہ - ازالہ اوہام میں تو اپنے قصیدہ
میں یہ کہا - من نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب
اور ایک غلطی کے ازالہ والے مضمون
میں یہ دکھایا - کہ بعض وقت میرے
مرید لوگ میری پیغمبری کا مخالفین کے
سامنے انکار کر جاتے ہیں - حالانکہ میں
واقعی رسول ہوں - پھر آپ نے سیالکوٹ
والے لیکچر میں اپنی ذات کو کرشن جی کا
اوتار ثابت کیا ہے - جس سے اسلام
اور مسلمانوں کو کچھ سروکار نہیں -

حاقلم - پس اہل انصاف بزرگان فیصلہ کرلیں کہ وہ شخص گمراہ ہے - جو خدا وند تعالیٰ
کو واحد بے ضد و ند یقین کرتا - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہادی برحق
مانتا - اور قرآن مجید کو بلفظہ وحی من اللہ یقین کرتا ہے - یا وہ شخص گمراہ
ہے - جو ختم نبوۃ کے بعد خود دعوائے نبوت کرتا - قرآن مجید کی آیات کو توڑ کر
اُن میں اپنی عبارت ملاتا - اور اس قسم کی تحریف لفظی کر کر - اُن کو اپنے الہاموں کے
نام سے ظاہر کرتا ہے - اور جس نے اصلی اسلام کو خیرباد کہہ کر اپنا نیا مذہب قائم
کیا ہے -

(۲) سرسید رحمۃ اللہ علیہ سے جہاں
تک ہو سکا - قومی تفرقوں کے مٹانے میں

مرزا صاحب نے اغراض نفسانی کو مدنظر
رکھکر سخت قومی تفرقہ ڈال دیا ہے

میں سعی بلیغ سے کام لیا۔ اور ایک حد کامیاب بھی ہوا۔ سُنّی اور شیعہ کا یکے بعد دیگرے علی گڈھ کالج کی عظیم الشان جامع مسجد میں ہر روز نمازیں پڑھنا کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہے۔ سرسید کا اِنّما المومنون اخوۃ الآیۃ پر پورا پورا یقین اور ایمان تھا۔ اور اُس نے عمل کر کر دکھایا۔

اور اِسلام کا ایک ٹکڑہ کاٹ لیا ہے جس کو اپنے نام احمدی جماعت پکارتے ہیں۔ حالانکہ غلامی جماعت پکارنا چاہئیے تھا۔ اور باقی کُل اسلامی دُنیا کو کافر کہتے ہیں۔ اپنے مُریدوں میں صاف اِعلان کر دیا۔ کہ غیر مرزائیوں کے ساتھ نماز پڑھنا۔ جمعہ و جنازہ میں شامل ہونا گویا کفر میں پڑنا ہے۔

مالقلم۔ پس جو شخص "اصلحوا بین اخویکم واتقوا اللّٰہ" پر اپنی زندگی کا دار مدار رکھتا ہے۔ وہ گمراہ ہے۔ یا وہ شخص گمراہوں کا سرتاج ہے۔ جس نے ایک گروہ کو تارک الجماعۃ بنا دیا ہے۔ اور اسلام میں سے ایک ٹکڑا کاٹ لیا ہے۔

(۳) سرسید ایک محقق اسلام تھے اُن کی تصانیف۔ علمی تحقیقات۔ تجربہ اور مشاہدہ۔ اقوال بزرگان سلف و خلف اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ اِس مرحلہ میں وہ قرآن مجید سے کسی وقت بھی علیحدہ نہیں ہوتے۔

(۴) اپنے تئیں ایک عاجز بندہ یقین کر کر خداوند تعالےٰ کی حمد گاتے تھے۔

سیکنڈ ہینڈ الہاموں۔ اضغاث احلام اور بعض کے نزدیک علم رمل پر آپ کا دار مدار ہے۔ جس کے ذریعہ سے بہت سا دوزخ کا ایندھن جمع ہو رہا ہے۔

قُل متاع الدُّنیا قلیل۔

اپنے فخر۔ غرور۔ شیخی اور تعلّی پر نازاں ہو کر یہ فقرات الاپتے ہیں۔

یحمدک اللّٰہ علیٰ عرشہ۔ یعنی خداوند تعالےٰ اے مرزا! عرش بریں پر تیری حمد گاتا ہے۔

(۵) سوا ورنیکولر علم ادب کے انگلش لٹریچر اور علوم جدیدہ سے بھی پورے واقف تھے۔ اور اُردو زبان کی جو اِس زمانہ میں کایا پلٹ ہوئی اُس کے بانی ہونے کا تاج آپ کے سر پر ہے۔ آپ نے اُردو علم ادب میں از سر نو جان ڈالی۔ اور تازہ روح پھونکی بایں ہمہ فیوض و برکات خاکساری کا دعوےٰ۔

پھر آپ کا خدا یوں کہتا ہے۔ انت منّی و انا منک۔ اگر اِس عربی فقرہ پر غور کی جاوے۔ تو اُس کے معنی میں کمال درجہ کی دہریت پائی جاتی ہے۔

سوا چند فارسی کتابوں کے۔ اور پنجابی اُردو لکھنے کے سب میں عاری ہیں۔ عربی لٹریچر کا بڑا بھاری دعوےٰ ہے۔ مگر ایک اِلہام کی یہ عبارت ہے۔ صبح ز وجتی۔ بسیر ضمیمہ شحنہ ہند میں تمام و کمال لکھا گیا ہے۔ اور دکھایا گیا ہے۔ کہ مرزا جی کے خدا کا عجیب حال ہے۔ کہ کبھی مرزا صاحب کو اپنا بیٹا کہتا ہے (انت بمنزلتہ ولدی) اور کبھی مرزا صاحب کی بی بی کو اپنی بی بی کہتا ہے۔ اور عربی کا مذکورہ بالا فقرہ بولتے وقت تذکیر و تانیث کا لحاظ نہیں رکھتا۔

دیکھو ضمیمہ مذکور جلد دویم صفحہ ۱
(اخبار الحکم جلد ۵ نمبر ۳ صفحہ ۵ کالم ۴ ۲۴ جنوری ۱۹۰۱ء)

ناظرین! جائے غور ہے۔ خداوند تعالےٰ کا ایک عاجز بندہ کہلانا شرک اور گمراہی ہے۔ یا خدا کا بیٹا بننا عین نیچیت اور کفر میں داخل ہے۔ حالانکہ

قرآن مجید میں صاف صاف لکھا ہوا پاتے ہیں۔

تکاد السموات یتفطرن منہ۔ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا۔ ان دعوا للرحمن ولدا۔ وما ینبغی للرحمن ان یتخذ ولداً۔

قریب ہے کہ (اس بات سے) آسمان پھٹ جائیں[٭]۔ اس سبب سے کہ ان لوگوں نے رحمن کے لئے فرزند ثابت کیا۔ حالانکہ رحمن کو شایان نہیں ہے کہ وہ فرزند رکھے۔

قل ھو اللہ احد۔ اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔

اے نبیؐ کہدو۔ کہ وہی اللہ ایک ہی اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اُس نے کسی کو جنا ہے۔ اور نہ وہ کسی سے جنا گیا ہے۔ اور نہ کوئی اُس کا ہمسر ہے

(۲) سر سید رحمت اللہ علیہ نے ایک عرصہ دراز کے تجربہ اور مشاہدہ اور محنت سے تفسیر القرآن لکھی۔ اور دوراز کار باتوں۔ توہمات کو جنہوں نے اسلام کے نورانی چہرہ پر بدنما دھبے لگا دیئے تھے۔ دور کیا۔ جس سے مرزا جی اور اُن کی جماعت کے بعض ممبروں نے فوائد حاصل کئے بالخصوص حکیم مولوی نورالدین صاحب نے جو اپنے حلقہ درس تدریس میں انہیں نیچری خیالات سے اپنی تقریر کو موثر اور دلچسپ بناتے ہیں۔ اگرچہ مولوی صاحب بظاہر ان دونوں مرزا صاحب کے

اب تک تو کسی نے تفسیر القرآن نہیں لکھی۔ آئندہ دیکھئے لکھنے کا وقت کب آوے۔ کیونکہ اب تو دوسری دنیا سے پیغام آ رہے ہیں۔

ناظرین! یقین جانو۔ مرزا جی کو تفسیر لکھنے کا مادہ ہی نہیں چند آیات کے تحت میں جو کچھ آپ نے لکھا ہے سراسر فضول اور غلط ہے۔ ہم نے آپ کی تفسیر دانی کا نمونہ ضمیمہ شحنہ ہند میں پبلک کو دکھا دیا ہے۔ اب انشاء اللہ تعالے مفصل اس پر لکھنے کا ارادہ ہے۔ بشرطیکہ خداوند تعالے نے حیات مستعار کے چند انفاس

[٭] اور زمین شق ہو جاوے اور پہاڑ گر کر گر جاویں ۱۰

ہم آہنگ ہو کر سرسید کو کوستے بھی ہیں۔ مگر ذخیرہ وہی ہے۔ اور اس کی وہی مثال ہے۔ جو حکایت کے پیرایہ میں ہم اپنے کسی مضمون میں لکھ چکے ہیں۔ اور ناظرین کی دلچسپی کے لئے اس مقام پر اُس کا اعادہ کرتے ہیں۔

باقی رکھے۔ ورنہ ہم اپنی عمر بھوگ چکے ہیں۔ کوئی شیر بہادر ہمارے قائم مقام کھڑا ہو جاوے گا۔ جو ہم سے بہت اچھا لکھے گا۔

ہاں ڈاکٹر عبدالحکیم ہی ساری جماعت مرزائی سے ایسے نکلے۔ جنہوں نے چند سورتوں کی تفسیر لکھی مگر کورانہ تقلید میں پڑ کر۔ اور جب آنکھ کھلی تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ مرزائی مشن سے خارج۔

حکایت

ایک ہندو افسر سررشتہ تعلیم جو سنسکرت کے علم سے بھی کچھ واقف تھا۔ گوشت کھانے سے پرہیز کرتا تھا۔ اُس نے اپنا کھانا پکانے کے لئے ایک برہمن لڑکے کو نوکر رکھا۔ مگر دینا ناتھ کو ماس بھکشن سے کچھ پرہیز نہ تھا۔ ادھر اپنے آقا کے لیئے دال بھات پکاتا۔ اُدھر دوسرے تیسرے دن چھوٹی سی ہنڈیا میں اپنے لیئے پیسہ دو پیسہ کا گوشت تیار کر لیتا۔ اس لڑکے کو سکول کے طالب علموں سے علم سیکھنے کا شوق ہوا۔ اس لیئے ہنڈیا کا عمدہ انتظام نہ کرسکتا تھا۔ تو بعض اوقات اپنی ہنڈیا میں سے ایک چمچ شوربا کا نکال کر ماسٹر صاحب کی دال میں ملا دیتا۔ جس کے ملنے سے دال بہت لذیذ ہو جاتی ماسٹر موصوف جنہوں نے کبھی اس کا مزہ نہ چکھا تھا۔ متوالے ہو کر تناول فرماتے۔ مگر جس دن دال بدمزہ ہوتی۔ تو اس لڑکے کی شامت آ جاتی کہ بدذات نمک حرام تو کھیلتا رہتا ہے کھانا پکانے کی طرف دل نہیں

لگاتا - ایک دن جبکہ لڑکا اپنے لئے گوشت نہ پکا سکا - اور ماسٹر جی کو دال کا مزہ نہ آیا - تو لڑکے پر ہاتھ صاف کرنے لگے - اب لڑکا کیا جواب دیتا ہے کہ جناب فرصت کے وقت اس سامنے کی پہاڑی پر ایک بوٹی لینے جایا کرتا ہوں - اسکو توڑ کر دال میں ڈالتا ہوں - آپ کا کام زیادہ ہے - اور میں وہاں ہر روز نہیں جا سکتا - تو ماسٹر جی کیا فرماتے ہیں کہ "میں نے تیرے کو کہا کہ تو میرے کو دھوکھا نہ دیا کر" - سب کام چھوڑ کر بوٹی لینے جایا کرو - قصہ کوتاہ ایک دن جلدی کے مارے شوربا دال میں ہلاتے وقت ایک چھوٹی سی ہڈی بھی چلی گئی جب ماسٹر صاحب کو وہ ہڈی نظر آئی - تو لڑکے کو کوسنا شروع کیا - کہ تو نے ہمارا دھرم بھرشٹ کر دیا - لڑکے نے اصل حال بتا دیا - اس پر ماسٹر صاحب نے فرمایا کہ اچھا یہی (گوشت) پکا لیا کرو - مگر خبردار راز فاش نہ ہو -

واہ مولوی صاحب ! یہ تو وہی بات ہوئی -

بیت

وعدہ منع بادہ اے صوفی چہ کافر نعمتی ست
منکرمے بودن و ہم رنگ مستاں زیستن

اچھا اگر یہی مصلحت ہے تو اس راز کو پوشیدہ رکھکر سید کو ساکرو - مگر دائی سے کہاں پیٹ چھپایا جاوے گا -

بیت

ہنیر اب غنا یدندا دن بہ یش
کر یا بدہ و قطرہ خون خویش

(۷) اپنی جان ہتھیلی پر رکھکر ایام غدر میں لاکھوں مسلمانوں کی جانیں بچائیں - اور گورنمنٹ انگلشیہ کی کی تمام بدظنیوں کے وطنیوں کو جو اسلام کے دشمنوں اور گورنمنٹ کے حاسدوں کی طرف سے مسلمانوں

اپنا اعتبار جمانے کے لئے از سر نو اُن بدظنیوں اور شکوک کو گورنمنٹ انگلشیہ کو باور کرانے کی کوششیں کیں جو خداوند تعالیٰ نے خاک میں ملا دیں - وہابیوں کو بدمعاش - بد باطن - نبی سے بغض رکھنے والے

پر لگائے گئے تھے - دور کر دیا - اور اُن ہولناک اور سخت تحریرات کی جو یورپین اہل قلم نے مسلمانوں کے حق میں ناواقفی سے تحریر کی تھیں اس عالی دماغی - خداداد سنجیدگی اور متانت اور مستقل مزاجی سے تردید کی - کہ اپنوں اور بیگانوں نے مرحبا اور آحسنت کے نعرے بلند کئے - مثلاً ڈاکٹر ہنٹر کے مقابلہ میں اسباب بغاوت ھند - اور سر ولیم میور اور دیگر فضلا یورپ کے جواب میں خطبات الاحمدیہ وغیرہ کتابوں کے ذریعہ اسلام کی حقیقت اور اصلی و سچی تصویر دکھائی - کما یدو شائد اور روز روشن کی طرح دکھایا - کہ وہابی مسلمان گورنمنٹ انگلشیہ کے سچے خیر خواہ اور پکے ایماندار ہیں اور پرلے درجہ کے راستباز وغیرہ -

(۸) ہزاروں روپے صرف کر کر یوروپ کا سفر کیا - اور اس سفر میں بیشمار تجربے کئے - اور زمانہ اقامت لندن میں خطبات الاحمدیہ انگریزی

وغیرہ کلمات - اپنی تصانیف میں لکھے رہے ہیں - دیکھو آئینہ کمالات صفحہ ۱۹۳ - اور گورنمنٹ انگلشیہ کو جماعت مسلمانوں کے برخلاف یہہ کہکر بھڑکایا - کہ تمام مسلمان مجھ سے اس وجہ سے مخالفت رکھتے ہیں - کہ میں جہاد کے مخالف ہوں اور کسی خونی مہدی کا قایل نہیں - مگر خدا کا ہزار شکر ہے - کہ ہماری گورنمنٹ ایسی پالیسی کو خوب سمجھتی ہے - اور ہر ایک بات کی تہ تک پہونچ جاتی ہے - پس مرزا جی کی ایسی تحریروں کی اُس نے کچھ بھی پرواہ نہیں کی - ہم سچ کہتے ہیں - کہ مرزا جی کو عام مسلمانوں سے ہرگز کچھ ہمدردی نہیں ہے - اُن کا مشن اصلی اسلام سے جدا ہے - اُن کے نزدیک تمام مسلمان کافر - جہنمی اور کاٹے جانے کے قابل ہیں وغیرہ وغیرہ -

آئینہ کمالات اور انجام آتھم - فیصلہ آسمانی وغیرہ جن میں گالیوں کے انبار ہیں - کچھ مسلمانوں کے بزرگان سلف وخلف کو - کچھ غیر مذاہب کے پیشواؤں

میں ترجمہ کرائی - اپنے دہلی والے جدی مکانات فروخت کر کر چھپوائی - جس کی اشاعت سے اہل یورپ پر صاف کھل گیا - کہ اسلام جو ہمارے ملک میں غلطی سے بت پرستوں کا مذہب مشہور ہو گیا ہے - در اصل یہی ایک سچا مذہب ہے - جو خدا کی طرف سے ہے - یہ کتاب دنیا کے تمام بڑے علاقوں میں مشتہر ہو چکی ہے -

کو اور چونکہ حضرات مولوی صاحبان زیادہ تر قابل ادب ہیں - اسلئے انکو زیادہ حصّہ ملا ہے اور ایک مولوی صاحب کو حلال زادہ کہا گیا ہے - جسکو موٹے قلم سے ایک سے لے کر دس تک لعنتیں دی ہیں - آئینہ کمالات صفحہ ۲۸۸ - اور ڈکشنری سب وشتم تیار کردہ منشی الٰہی بخش صاحب مولف ،، عصاء موسیٰ صفحہ ۱۴۳ و ۱۴۴ -

ہما قلم - ناظرین خوب اندازہ لگائیں - کہ وہ شخص جو اپنی جان - اپنا مال اپنی جدی جایداد - اشاعت اسلام میں تصدق کر دے - وہ گمراہ ہو سکتا ہے - یا پاک اور مقدس لوگوں کو گالیاں دینے والا - اور گالیاں بھی کیسی - مغلظ - اور ناحق بے موجب ؏

(۹) اپنی بے نظیر تصانیف کے ذریعہ سے ہندوستان کے تمام لوگوں کی عموماً - اور مسلمانوں کی خصوصاً اصلاح کی - جن میں سے چودہ جلد تہذیب الاخلاق - مکمل لکچرز - آخری مضامین اور دیگر کتابیں ہیں - ان کتابوں میں تجربات و مشاہدات کا ایک خزانہ بھرا پڑا ہے -

بادی اشتہارات جو جھگڑوں فسادوں - اور لعنتوں سے لبریز ہیں - ایک اشتہار میں صاف ذکر ہے - کہ مجھے مراق کی بیماری ہے جو مالیخولیا ہے - ایک چھوٹے سے رسالہ میں ایک سے لے کر پورے ایک ہزار تک لعنتیں گنی ہیں - جس سے گویا مراقی مالیخولیا کا ثبوت دیا ہے -

(۱۰) جو نوجوان محض مذہب کی

سوا اپنی جماعت کے چند مریدوں کے

ناواقفیت اور صرف عقلی تعلیم کی بدولت - اسلام سے نکل چلے تھے - ان کو اپنی زبردست دلائل سے روک لیا - اور اسلام کی خوبیاں ان کے دلوں میں جما دیں اور ہندوستان میں یہ عزت پہلے اس زمانہ میں آپ ہی کو حاصل ہوئی -

باقی اسلامی دنیا مرزا جی کے نزدیک کافر ہے - غور سے ملاحظہ کرو ذکر الحکیم ۴ اور حقیقت المہدی کو جو خاص مرزا جی کے نفس ناطقہ اور اوّل المؤمنین کی لکھی ہوئی ہیں -

(۱۱) اپنی زندگی میں بھی اور بعد وفات بھی - مرزا صاحب سے گالیاں کھائیں (دیکھو آئینہ کمالات از صفحہ ۲۲۶) اور کھا رہے ہیں اور فصبر جمیل پر عمل کیا - اور زیادہ تر آپ کا یہ جرم ہے - کہ مرزا صاحب سے پہلے وفات مسیح علیہ السلام والا مسئلہ کیوں لکھ دیا اور تفسیر القرآن میں شائع کر دیا

بے موجب ایک نیک اور مصدق قوم مسلمان کے حق میں اپنی زبان کو زہر آلود کیا - مگر بمصداق الہام منشی الٰہی بخش صاحب **رُدَّتْ الیہ لعانہٗ** سر سید کا ان گالیوں نے کچھ نہیں بگاڑا - بلکہ مرزا جی کے شاگردوں کے وسیلہ سے مرزا جی پر ہے - لوٹائی جاتی ہیں - غور سے دیکھو مضمون شیطانی رگ ذکر الحکیم ۴

(۱۲) انسانی و ملکی و قومی ہمدردی گورنمنٹ انگلشیہ کی خیر خواہی اور آنریری خدمات کے صلہ میں سی - ایس - آئی - اور لیجس لیٹو کونسل کی ممبری کے صلہ میں خطاب آنریبل - اور علمی دنیا کی خدمات میں ڈاکٹر وغیرہ کے خطابات آپ کو

سیالکوٹ کی محرری سے علیحدہ ہوئے - مختاری کے امتحان میں فیل ہوئے - براہین احمدیہ کے شائع کرنے کے لئے جو چندہ لوگوں سے وصول کیا - آپ کو سب ہضم کر گئے - وعدہ متعلقہ کے پورا کرنے میں ناقابل ثابت ہوئے اور سرکاری

عطا ہوئے۔ شاہی تمغے۔ آپ کی تصاویر کے ذریں سے دیکھ لو۔ قومی خدمات کے صلہ میں جو ملکی سوسائٹیوں اسلامی انجمنوں وغیرہ نے ایڈریس پیش کئے۔ وہ سب کے سب کتابوں اخباروں وغیرہ میں درج ہیں۔ اور علمی دنیا کے سامنے ہیں۔ میاں اِدھر لیا۔

اعزاز کے ثبوت میں اپنے باپ کے سارٹیفکٹ ہر جگہ پیش کرتے ہیں علاوہ شہادت۔ جس سے پایا جاتا ہے۔ سرکار کی خیر خواہی کا ذاتی ثبوت نری خیر ہی خیر ہے۔

(۱۳) اگر چاہتے تو لاکھوں انسان منتخب روزگار آج کے دن آپ کے مرید ہوتے۔ کیونکہ وہ سچے رسول صلے اللہ وعلیہ وسلم تھے۔ مگر چونکہ اُن کے اعتقاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کا حق نہیں کہ لوگوں سے بیعت کا اقرار لے۔ اس لئے وہ اس فعل کو سراسر عبث سمجھتے تھے۔ اُن کا معقولہ تھا۔ کہ اسلام اُن بندھنوں کے توڑنے کے لئے آیا تھا۔ کوئی نئی ہتھکڑی اور بیڑی ڈالنے نہیں آیا تھا۔ مروجہ مریدی ایک قسم کی غلامی ہے جو لعنت میں داخل ہے۔

اِس گئے گذرے نالائق طریقے کو جس کے اختیار کرنے سے انسان حیوان سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ اور جس نے مسلمانوں کی قوم کو تباہ و غارت کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔ مرزا جی نے اپنی ذاتی ضروریات سے تنگ آکر باوجودیکہ خود کسی کے مرید نہ تھے۔ اِس سلسلہ کو سخت کوشش سے جاری کیا۔ اور ہزاروں سے ٹکے وصول کر رہے ہیں۔ اپنی جماعت سے ۳۱۳ آدمیوں کے نام گنوائے ہیں کہ یہ مجاہدین ہیں۔ تاکہ آپ کی نبوۃ کی تکمیل اور مشابہت ہو جاوے۔

بدقلم:- اگر مسلمانوں کی قوم میں احمق بے تمیز لوگ ہیں۔ تو خدا کے فضل سے دانا فہم بھی بہت ہیں جو ایسی حکمت عملیوں کو خوب سمجھتے ہیں۔

(۱۴) بیشمار تجارب کو ساتھ لیکر دکان نکالی۔ اپنے ذاتی فائدوں

کاسہ گدائی ہاتھ میں لیا۔ اور اپنی مستقل مزاجی اور ہمت کے ساتھ۔ کہ اِس کوشش کو خاک میں ملا دینے کے لئے سخت سے سخت مخالفت کی گئی۔ مگر مرتے دم تک ہمت نہیں ہاری۔

کے لئے مثلاً رہن شدہ اراضی کے چھڑوانے سونہری جڑاؤ زیورات کے بنوانے یا قوتیوں کے منہ سے اڑانے یا دام روغن میں دم کئے ہوئے پلاؤ پکوانے وغیرہ کے لئے۔

بدقلم:- سبحان اللہ انہیں اوصاف پر مرحوموں کو گمراہ کہا جاتا ہے۔ اور اپنے تقدس اور مسیحائی کو جتا کر بیعت پر زور دیا جاتا ہے۔

شعر

نصیحتم چہ کنی ناصحا نمی دانی
کہ من نہ معتقدِ مردِ عافیت جویم

(۱۵) مسلمانوں کی موجودہ اور آئندہ نسلوں کے لئے ایم۔ اے۔ او کالج تیار کیا جس سے بیشمار نوجوان۔ انٹرنس۔ ایف اے۔ بی اے۔ ایم اے۔ ایل ایل بی وغیرہ ہر سال نکلتے ہیں۔ یہ ایسا بینظیر اور بھاری کالج ہے کہ ہندوستان بھر میں کوئی قومی۔ نہ کوئی سرکاری کالج اسکا ہم پلہ ہے۔ گویا ایک نئی دنیا کا نمونہ ہے۔ اس کالج کی نسبت گورنر جنرلوں تک کی رائے ہے۔ کہ انڈیا بھر میں اپنی وضع کا یہ ایک ہی کالج ہے۔ خداوند تعالیٰ جلد اس کالج کو یونیورسٹی کے درجہ تک پہنچا دے۔ کیونکہ مسلمانوں کی ترقی کا صرف یہی ایک تنہا ذریعہ ہے اور یہی سر سید رحمۃ اللہ کا منشا تھا۔

ایسے کاموں سے سخت نفرت ہے کیونکہ اِن میں کچھ گھر سے بھی دینا پڑتا ہے۔ ہاں مُنارہ اور قبرستان کے بہانہ مریدوں سے روپیہ وصول کیا جاتا ہے۔ تاکہ اس ذریعہ سے اپنی جماعت کو بہشت میں داخل کیا جاوے۔ اس عمل سے نادان مریدوں کو ازدست مفلس بنایا جاتا ہے۔ مگر مرزا جی کو کسی کے افلاس اور استغنا سے کیا غرض ہے۔ اُن کو اپنے ذاتی کاموں کے لئے بہت کچھ مل جاتا ہے اور کیسا سچا معقولہ ہے۔

تاکہ اتنی ہمت باقی [illegible]

حال ہی میں جو تخمینہ آمدنی اس کالج کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کی تنخواہوں کا لگایا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چھ لاکھ روپیہ سالانہ سرکاری خزانہ سے یہ لوگ وصول کرتے ہیں۔

(۱۷) سرسید رحمۃ اللہ علیہ نے اس قومی چندہ میں اپنی خاص جیب [illegible] سرسید محمود کے پاکٹ اور دیگر رشتہ داروں کی [illegible] سے [illegible] روپیہ عطا کیا۔ گھر میں [illegible] کے نام [illegible] رکھا [illegible] جو [illegible] وغیرہ سب کے سامنے موجود ہیں۔ اور سرسید کی تمام زندگی اور موت اسکی شہادت دیتی ہے کہ مرتے وقت دفن کے لئے کفن بھی گھر سے نہ نکلا۔

[illegible] ہر ایک قسم کے چندہ کا حساب کتاب رکھتے تھے اور اسکو [illegible] میں شائع کرتے۔

(۱۸) ۴۴ برس کی عمر تھی جب سرسید کے گھر سے فوت ہوئے۔ مگر سرسید موصوف نے اپنی باقی ۳۴ برس نہایت عفت پاکدامنی [illegible] اور [illegible] کے ساتھ بجائے تجرد [illegible] قومی خدمات اسلامی خیرخواہی [illegible] عورت کی [illegible] [illegible] مطلقات [illegible]

مرزا صاحب نے جو اپنے مریدوں وغیرہ سے چندہ وصول کیا ہے اس میں اپنی طرف سے تو صفر ہونا ہی تھا۔ بی بی بچوں کے زیور سے بھی ایک حبہ تک نہیں دیا۔ کہا جاتا ہے جو لوگ محتاج ہوتے ہیں ان میں [illegible] شعاری پائی جاتی ہے جو آخر بخیلی کے درجہ تک پہونچ گئی ہو۔ خوب ہی [illegible] کما احسن اللہ کی داد دی جاتی ہے۔

لنگر و [illegible] کا چندہ بھیجا جاتا ہے جب اُسکا حساب پوچھا جاوے تو جواب ملتا ہے کہ میں کوئی میاں بقال نہیں ہوں کہ حساب رکھا کروں۔

موجودہ بی بی پر قناعت نہ کر کر ۷۰ برس کی عمر میں اشرافوں کی کنواری لڑکی پر دندان آز تیز کئے۔ اسکو اپنے عقد میں لانے کے لیے اسکے شوہر کی مرگ کے الہام ظاہر کئے جب امید بر نہ آئی تو اسکے والدین اور رشتہ داروں کو اپنی پیشگوئی پورا کرانے پر

مضمون لکھتے لکھتے خاتمہ بالخیر ہوا۔
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؀

(۱۹) ایک مدت مدید سرکاری جج رہ کر اور خاصکر ایک قومی اور نیم سرکاری اخبار انسٹیٹیوٹ گزٹ علی گڈھ کے ایڈیٹر اور ان سب خدمات کو عرصہ ۴۰ برس اس خوبی اور خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ کہ کوئی حرف ان پر کسی قسم کا کسی طرف سے نہیں آیا بلکہ قوم اور ملک نے اور خاصکر گورنمنٹ انگلشیہ نے ان قابل قدر اصلاحات پر عمل کیا اور گورنر جنرلوں اور لفٹنٹ گورنروں نے نہ صرف آپ کی روشن رائے اور عالی دماغی کی تعریف ہی کی بلکہ نہایت وقعت اور تعظیم کے ساتھ آپکے شکریہ ادا کئے۔

(۲۰) لین دین کے معاملات میں نقد دام نقد کام کے مصداق تھے اگر کسی نے ایک روپیہ دیا۔ تو اسکے عوض میں جب تک چار پانچ نہ واپس کئے۔ صبر نہ آیا۔

(۲۱) جب تک کوئی شخص صلاح پوچھا اسکے پرائیوٹ معاملہ میں فضول یا بد تہذیبی میں شمار کرتے۔

آمادہ کیا۔ اور جب کچھ ہاتھ نہ آیا۔ تو پہلی بی بی کو طلاق اور معزز بیٹوں کو عاق کر دیا۔ اب مرگ کے پیغام آ رہے ہیں۔ اور یہ حسرت دل ہی میں رہتی نظر آتی ہے۔

اپنی موتہ پھٹ [illegible] اور دل آزار تحریروں کی بدولت بعمرۂ ملزمان بذریعہ وارنٹ عدالتوں میں طلب کئے گئے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی والے مقدمہ میں خونی پیشگوئیاں اور قاتل الہام ضبط کرائے گئے۔ مولوی کرم الدین صاحب والے ہتک عزت کے مقدمہ میں ابتدائی عدالت سے پانچ سو روپیہ جرمانہ ہوا۔ جو عدالت العالیہ نے بعد سماعت اپیل واپس کیا اور اس طرح پر مقدمہ بازیوں میں مریدوں کا ہزار ہا روپیہ برباد ہوا اور ان مقدمات میں جو الہاموں کی مٹی خراب ہوئی اسکو سب لوگ جانتے ہیں۔

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

اپنے مریدوں کی لڑکیاں اور لڑکوں کا ایک رجسٹر رکھا گیا ہے۔ اور ان کی [illegible] کی تقیید ولدیت و قومیت [illegible]

فہرستیں طلب کی جاتی ہیں تاکہ کسکے
نلطے دینے دلانے کا اختیار آپ ہی کے
ہاتھ میں رہے - اس موقعہ پر ایک لطیفہ
خوب پھبتا ہے -

لطیفہ

ایک ظریف نے ایک برہمن سے سوال کیا -
ظریف ! آپ کی تعریف ؟
برہمن - ہم مہنت ہیں -
ظریف - مہنت کسکو کہتے ہیں ؟
برہمن - جو ایک شریف کی بیٹی کا کسی بھلے مانس کے ساتھ رشتہ کرا دے -
ظریف - تو پھر سیدھا یہ کیوں نہ کہدیا - کہ ہم دلال ہیں -

(۲۲) ایک سمندر ناپیدا کنار کی طرح
حوصلہ رکھتے تھے -

ایک ادنیٰ سی بات پر غضب میں
آجاتے ہیں -

بیت

خدایا فراواں نشود تیرہ بسنگ
عارف کہ برنجد تنگ آبست ہنوز

(۲۳) نہایت عمدہ محققانہ ثبوت دیکر ایک
آسامی خالی کی - دیکھو تہذیب الاخلاق قدیم
جلد ہفتم - اور تفسیر القرآن جلد دویم - سورہ
آلِ عمران -

فوراً اُس آسامی پر قبضہ کرلیا - اور اپنے
محسن اُستاد کا احسان ماننے کے بجائے اُنکی
گالیوں سے پیش آتے ہیں -

صاحب قلم - اس باب میں ہم بہت کچھ ضمیمہ شحنہ ہند - اور وکیل اخبار میں لکھ چکے ہیں یعنے
جیسا کہ اکثر بزرگان سلف اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلا باپ پیدا
ہوئے اور چوتھے آسمان پر زندہ موجود ہیں اس میں کسی عقلی دلیل کی ضرورت ہے یا
نہ قوانین قدرت کو پیش کرنا پڑتا ہے - برخلاف اسکے سرسید رحمۃ اللہ علیہ قولی (قرآن شریف)

اور فعلی (نیچر) کتاب دونوں کے مطالعہ کا یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ عام قوانین قدرت کے
موافق وہ باپ سے پیدا ہوئے - اور مثل دیگر انبیاء علیہم السلام وفات پا گئے -
اب اگر مرزا جی اُن کو بلا باپ مانتے ہیں - تو کیا جس شخص کو خداوند تعالیٰ بلا باپ بھی پیدا
کرسکتا ہے - اُسکو ہمیشہ زندہ نہیں رکھ سکتا - کیا ایسے شخص کے لئے ایک مسیح
دُنیا میں زندہ رکھنے کے لئے خدا کے پاس ایک آدمی کے لئے جگہ نہیں مل سکتی
غرض کہ جن آیات سے مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے - اُنہیں آیات و دیگر
آیات سے اُسکی پیدائش باپ کے ساتھ بھی ظاہر ہے - مگر یہ کبھی نہ ہوسکے گا کہ بلا باپ
مان کر وفات ثابت کیجاوے - مگر مرزا جی نے آدھا تیتر اور آدھا بٹیر والی مثال اختیار کی ہے
اور صرف آسامی کو خالی دیکھکر اُسپر قبضہ کرنا ہی مناسب سمجھا -

(۲۴) تا دمِ واپسیں آپکے ہوش و حواس قائم
تھے - دیکھو سرسید کے آخری مضامین یعنی
قوم کی زندگی و موت -

(۲۵) سرسید رحمۃ اللہ علیہ کے ایک
ایک لکچر کے وقت ہزاروں اشخاص منتخب
روزگار موجود ہوا کرتے تھے جن میں سے اکثر
مسلمان - بعض اہل ہنود اور خال خال یورپین
بھی ہوتے تھے اور لکچر سنتے وقت ایک عجیب
قسم کا نظارہ ہوتا تھا - جب وہ قوم کی حالت
سابقہ اور آئندہ کا مقابلہ کرتے تھے تو سامعین
پر ایک بیخودی کا عالم طاری ہوجاتا تھا چونکہ
الفاظ اُن کے دل سے نکلتے تھے - اس لئے
دلوں پر اثر کرتے تھے - اور الحق - کہ وہ قوم کے
فدائی اور سچے عاشق تھے -

دیکھو وہ اشتہار جس میں فرماتے ہیں کہ
مجھکو مراق کی بیماری ہے - جسکو مالیخولیا
کہتے ہیں -
مرزا جی کو خدا کے فضل سے مجلس میں بولنا
ہی نہیں آتا - تحقیقات مذاہب کے جلسہ میں
میں لوگوں کو بڑی اُمید تھی کہ خود تشریف
لاویں گے - اور لکچر سنا دیں گے - مگر چونکہ
بولنا آتا ہی نہیں - اسلئے اپنے لنگری
حواری کو بھیج دیا - اسی طرح پیر مہر علی شاہ
صاحب کے مقابلہ میں واقعات پیش آئے
ہاں یہ سچ ہے - کہ اپنے بیت الفکر میں
میں بیٹھ کر اپنے فدائیوں کو خوب پٹیا
لیتے ہیں -

(۲۶) سر سید رحمت اللہ علیہ نے اپنا مال جان وغیرہ سب کچھ قومی ہمدردی میں تصدّق کر دیا ۔ اور وفات کے وقت رہنے کے لئے مکان اور دفن کے لئے کفن بھی اپنے پاس سے نہ نکلا۔	مرزا جی نے مُریدوں کی آمدنی سے لاکھوں روپیوں کی جائیداد۔ جڑاؤ زیورات مکانات تیار کرائے ہیں اور چھاچھم روپیہ برس رہا ہے کیوں نہو ۔ منہاج نبوۃ پر جو ہوئے۔
(۲۷) سر سید رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ خاندان نبوۃ علی صاحب الصلوٰۃ و السّلام کے ساتھ ہے ۔	مرزا جی کا سلسلہ چنگیز خان کی طرف جاتا ہے ۔
(۲۸) سر سید رحمۃ اللہ علیہ نے قوم اور ملک کی خاطر سمندر پار ملکوں کا سفر کیا اور بیشمار تجربے اور مشاہدے ساتھ لائے جن سے افراد قوم کو آگاہ کیا۔	مرزا جی نے جب دہلی سے شکست کہائی تو پھر کبھی گھر سے قدم باہر نہ رکھا بلکہ گورداسپور کی عدالت میں جاتے رہے ۔ وہ بھی ہتک عزت والے مقدمہ میں ۔
(۲۹) سر سید رحمۃ اللہ کے دوست تمام ملک کے عموماً اور مسلمانوں کی قوم کے خصوصاً ہمدرد ہیں اور تمام اہل قبلہ کو اپنے بھائی تصوّر کرتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ۔	اپنے گروہ کے سوا باقی سب کو کافر اور کاٹے جانے کے قابل بتلاتے ہیں اور بالخصوص سر سید رحمۃ اللہ علیہ سے ذاتی بغض و عناد ہے برخلاف آیات قرآن مجید۔

راقم :- جو شخص تمام مسلمانوں کو جہنمی اور کاٹا جانے کے قابل اور کافر . . . . بتاتا ہے خداوند تعالےٰ اُسکو ہدایت دے اور توبہ اُسکے نصیب کرے ۔ آمین ثم آمین

راقم ———

(امام الدین گجرات پنجاب)

۲۴ جنوری [illegible]